احیائے تصوّف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

اکتوبر ۱۹۹۷ء

شمارہ نمبر ۳۴



تاریخی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ چقچن خپلو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

بانی ڈاکٹر غازی محمد نعیم

شمارہ نمبر ۳۴ | قیمت بارہ روپے | اکتوبر ۱۹۹۷ء

مدیر و ناشر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر

رنگو کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بدل اشتراک زر سالانہ

پاکستان	/144	روپے سالانہ
کویت	/600	روپے سالانہ
متحدہ عرب امارات	/600	روپے سالانہ
انڈیا	/400	روپے سالانہ
یورپ	/600	روپے سالانہ

خط و کتابت اور مضامین بھیجنے کا پتہ:

مکان نمبر D-1021

سیٹلائٹ ٹاؤن

سید پور روڈ،

راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، ڈرافٹ اور رجسٹری بھیجنے کا پتہ:

فلیٹ نمبر 7 ، بلاک نمبر 14 ،

کیٹگری ۱۷ ، آئی ایٹ ون،

اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

تفکر و تذکر	بیم و رجا	ڈاکٹر غازی محمد نعیم
فقہ	مجموعہ شریعت محمدیہ	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
تصوف	اقبال اور تصوف	ذاکر حسین ذاکر
احوال صوفیا،	امام احمد غزالی	غلام حسن نور بخش
سلوک	چہل مقام صوفیہ	رستم علی سلینگ
اہل بیت	فضائل اہل بیت	شکور علی انور
ادب تصوف	سلوۃ العاشقین و سکینۃ المشتاقین	علاؤالدولہ سمنانی
	چہل اسرار	غلام حسن نور بخش
	مناجات	محمد یونس سیفی
ہمدانیات	احوال و آثار شاہ ہمدانؒ	پروفیسر شمس الدین احمد
بقائے دوام	شے مسجد	سید مرتضیٰ علی
فقہی مسائل	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	جی۔ ایچ معروفی
نامہ سالک	قارئین کے خطوط	

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد

سے چھپوا کر A-358 ، سیکٹر G-6/1-1 ، اسلام آباد سے شائع کیا۔

بیم و رجا

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے لا تقنطوا من الرحمۃ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوا کرو۔ بیم و رجا یعنی امید اور خوف کے موضوع پر نوائے صوفیہ کے صفحات میں پہلے بھی بات ہو چکی ہے لیکن یہ موضوع اس قدر اہم اور ہمہ گیر ہے کہ ہم نے ایک بار پھر اسے اظہار خیال کے لئے چنا ہے۔ ہم اپنے مضامین میں قرآن اور حدیث کے احکامات اور موضوعات کی جدید سائنس اور جدید انسانوں کے نفسیاتی، معاشی معاشرتی اور سماجی مسائل کے ساتھ تطبیق کی کوشش کرتے ہیں

ابتدائے کلام ہم حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث مبارکہ سے کرتے ہیں جو امل اور خوف کے موضوع پر ہیں۔

احادیث امل

۱۔ عن انس قال خط النبی .... جاءہ الخط الاقرب۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند خطوط کھینچے پس فرمایا یہ اس کی امید ہے اور یہ اس کی اجل ہے۔ آدمی اسی طرح ہوتا ہے اس کو نزدیک کا خط آ پہنچتا ہے

۲۔ و عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... و الحرص علی العمر۔

انہیں (انسؓ) سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوتی ہیں مال اور درازی عمر کی حرص۔

۳۔ و عن ابن عباس اعن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... و یتوب اللہ علی من تاب

ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اگر انسان کے لئے دو وادیاں مال کی ہوں ضرور تیسری تلاش کرے اور آدمی کے پیٹ کو نہیں بھرتی مگر خاک اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرتا ہے۔

۴۔ و عن ابن عمر اقال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... من اہل القبور

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بدن کا ایک حصہ پکڑا فرمایا تو دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے یا راہ کا گزرنے والا ہے اور اپنے نفس کو تو مردوں سے شمار کر۔

۵۔ و عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... ما یدرینی العلی لا ابلغہ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیشاب کرتے تھے تو مٹی کے ساتھ تیمم فرماتے تھے میں کہتا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی آپ کے قریب ہی ہے فرماتے میں کیا جانوں شاید کہ میں اس تک نہ پہنچوں (اور اجل پہنچ جائے)۔

۶۔ و عن ابی سعید ن الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... دون الامل۔

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لکڑی اپنے آگے گاڑی اور ایک لکڑی اپنے پہلو میں ایک لکڑی بہت دور فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتا ہے فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کی اجل ہے۔ میرے گمان میں آپ نے فرمایا اور یہ آدمی کی آرزو ہے وہ آرزو کرتا رہتا ہے کہ موت اس کی آرزو پوری ہونے سے پہلے آ پہنچتی ہے۔

۷۔ عن عمر بن شعیب .... فسادھا البخا ۔ الاما ۔

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت کی پہلی نیکی یقین اور زہد ہے اور اس کا پہلا فساد بخل اور امید کی درازی میں ہے۔

و عن سفیان الثوری ا ------------- فی الدنیا قصر الامل۔

سفیان ثوری سے روایت ہے کہا دنیا میں زہد موٹے اور سخت کپڑے پہننے اور سوکھی اور خشک روٹی کھانے میں نہیں۔ دنیا میں زہد آرزو کی کوتاہی ہے۔

و عن زید بن الحسین ا قال سمعت ---------- و قصر الامل۔

زید بن حسین سے روایت ہے کہا میں نے مالک سے سنا ان سے پوچھا گیا دنیا میں زہد کیا ہے کہا کسب حلال اور آرزو کا کوتاہ ہونا۔

احادیث خوف

۱۔ عن ابو ہریرہ ا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ---------- ولضحکتم قلیلاً۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تم بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو۔

۳۔ و عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ---------- علی مامات علیہ

جابرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر بندہ اس حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا ہے۔

۳۔ و عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول اللہ ---------- و خافنی فی مقام۔

انسؓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہا اللہ عزوجل فرمائے گا آگ سے اس شخص کو نکالو جس نے مجھ کو ایک دن یاد کیا ہے یا کسی جگہ مجھ سے ڈرا ہے۔

۵۔ و عن عائشہ قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ---------- یسارعون فی الخیرات۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے متعلق سوال کیا اور وہ لوگ جو دیتے ہیں وہ کوئی چیز جس وقت دیتے ہیں ان کے دل ڈرتے ہوتے ہیں کیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں۔ فرمایا اے صدیق کی بیٹی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں صدقہ کرتے ہیں اس کے باوجود ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے اعمال نامقبول نہ ہوں یہ لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں۔

۶۔ و عن ابی بن کعب ---------- فیہ جاء الموت بمافیہ۔

ابی بن کعب سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت دو تہائی رات گزر جاتی کھڑے ہوتے فرماتے اے لوگو اللہ کو یاد کرو اللہ کو یاد کرو آگئی ہے ہلا دینے والی اس کے پیچھے ہے پیچھے آنے والی موت ان احوال کے ساتھ آگئی جو اس میں ہیں۔

۷۔ و عن ابی حجیفہ ---------- سورۃ ھود و اخواتھا۔

ابو حجیفہؓ سے روایت ہے کہا صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بوڑھے ہو گئے ہیں فرمایا مجھ کو سورہ ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

۸۔ و عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ---------- و قیل بالمعروف۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھ کو نو چیزوں کا حکم دیا ہے ظاہر اور پوشیدگی میں اللہ سے ڈرنا۔ حالت غصہ اور رضا میں سچی بات کہنا۔ فقر اور غنا میں میانہ روی اختیار کرنا اور یہ کہ جو میرے ساتھ قطع رحمی کرے میں صلہ رحمی کروں جو مجھ کو محروم کرے میں اس کو دوں جو مجھ پر ظلم کرے میں اس سے درگزر کروں۔ میرا چپ رہنا فکر ہو میرا بولنا ذکر ہو میری نظر عبرت ہو اور میں نیکی کا حکم کروں۔

(جاری ہے)

فقہ
(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

ولا یجوز للموذن ان یتکلم بکلام کثیر فی اثنائھما او یسکت متمادیا و ان تکلم بشیء یسیر بالخفیۃ و السرعۃ فی امر ضروری یفوت ان لم یتکلم لا حاجۃ الی الاستیناف و الا فلیستانف۔

ترجمہ

اذان دینے والے کے لئے اذان اور اقامت کے دوران زیادہ باتوں کے ساتھ بولنا یا دیر تک خاموش رہنا جائز نہیں ہیں ۔ بات نہ کرنے کی صورت میں فوت ہو جانے والے کسی ضروری کام کے بارے میں چپکے سے اور جلدی جلدی میں اگر تھوڑی سی بات کے ساتھ بولے تو (اذان اور اقامت) کو از سر نو دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں ورنہ دہرایا جائے۔

وضاحت

مذکورہ بالا عبارات میں امور ذیل کا واضح بیان موجود ہے

۱۔ کثرت کلام
۲۔ لمبی خاموشی
۳۔ بصورت مجبوری
۴۔ از سر نو کارروائی

تفصیل وضاحت

۱۔ کثرت کلام کا مطلب یہ ہے کہ موذن اذان اور اقامت کے دوران کوئی لمبی بات کہہ جائے تو یہ حکم موالات کے منافی کارروائی ہے ۔ اس سے اذان اور اقامت کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے کثرت کلام کا کم از کم معیار ایک مکمل جملہ بولنا ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو خواہ جملہ فعلیہ ۔ اس سے اجتناب کرنا موذن کے لئے ضروری ہے ۔ بعض موذن حضرات کے بارے میں عموماً یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ اذان میں اشھد ان محمداً رسول اللہ پڑھنے کے بعد جہراً صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پڑھنے لگ جاتے ہیں ۔ اس طرح کے دعائیہ کلمات کا اذان کے دوران جہراً پڑھنا موالات کے منافی عمل ٹھہرتا ہے ۔ یہ عام حالات میں پڑھنے کے کلمات ہیں ۔ اذان اور اقامت کا اپنا مخصوص حکم ہے ۔ اگر کوئی ان کلمات کو پڑھنا چاہتا ہو تو وہ خفیہ طور پر جلدی جلدی میں دل ہی دل میں پڑھ سکتا ہے جہراً نہیں۔

۲۔ لمبی خاموشی کا مطلب یہ ہے کہ موذن کلمات اذان میں وقفہ کرنے کو زیادہ طول دے ۔ وقفہ کرنے کی بھی ایک حد ہوتی ہے ۔ حد سے زیادہ دیر تک وقفہ کرنا بھی حکم موالات کے منافی کام ٹھہرتا ہے ۔ لہذا ترتیل میں جو وقفہ معتبر ہے اس وقفے کے مطابق وقفہ کرنا چاہئے ۔ گویا جلدی جلدی میں ایک جملہ بولنے کی مقدار کا وقفہ کافی ہے ۔ زیادہ لمبی خاموشی سے بھی اذان کی صحت پر برا اثر پڑ سکتا ہے ۔

۳۔ بصورت مجبوری ۔ کبھی کبھی انسان کو مختلف صورت ہائے مجبوری سے واسطہ پڑتا ہے ۔ موذن کو بھی ایسی ہی مجبوری والی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ چنانچہ کبھی موذن کو اذان کے دوران ایسی کوئی ضروری صورت حال درپیش ہوتی ہے جس کے لئے اس کو کچھ بولنا پڑتا ہے ۔ اگر ایسی صورت میں ہاتھ کے اشارے سے کام لے سکتا ہو تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ بولنے کے بجائے ہاتھ کے اشارے پر اکتفا کرے ۔ اگر ہاتھ کا اشارہ کافی نہ ہوتا ہو اور وہ بولنے پر مجبور ہو تو ایک ایسا لفظ استعمال کرے جس سے اس کا مقصد حل ہو جائے ۔ گویا مختصر سا تلفظ اس کے لئے شرعاً روا ٹھہرتا ہے ۔ اس صورت میں اذان کی صحت پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا۔

بقیہ صفحہ پر

(گزشتہ سے پیوستہ)

اقبال اور اسلامی تصوف

(ایک فلسفیانہ تجزیہ)

ذاکر حسین ذاکر بی۔ ایس۔ سی انجینئرنگ ایم۔ اے فلسفہ

بدھ مت اور ہندی فلسفہ

بدھ مت کا بانی مہاتما بدھ سدھارتا گوتما ایک ہندی شہزادہ تھا۔ اسے بادشاہت اور دنیاوی جاہ و جلال ہیچ معلوم ہوا اور تلاش حقیقت میں جنگل میں نکل گیا۔ اس واقعے کو مہاتیاگ (ترک عظیم) کہتے ہیں۔ سات سال جنگل میں جانکاہ ریاضت (تپسیا) کے ذریعے عرفان حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ دکھ درد سے اور رنج و غم سے نجات پاسکے۔ سات سال بعد واپس بھارت کے ایک گاؤں "گیا" جو "بدھ گیا" کہلاتا ہے آئے اور ایک درخت کے نیچے مراقبے میں بیٹھ گئے۔ یہیں انہیں عرفان حاصل ہوا اور انہوں نے نجات کی صحیح راہ نروان پالی۔"

بدھ مت سے مراد وہ فلسفیانہ، اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی عقائد و نظریات ہیں جو گوتم بدھ کی تعلیمات پر مبنی ہیں یہ عقائد و نظریات بنیادی اعتبار سے "کتھواری آریہ ستیانی" کے نظریے کے گرد گھومتے ہیں جس سے مراد چار اعلیٰ صداقتیں ہیں۔

۱۔ دکھ موجود ہے۔
۲۔ اس کی بنا بھی موجود ہے۔
۳۔ دکھ سے چھٹکارا بھی مل سکتا ہے۔
۴۔ دکھ سے چھٹکارا پانے کے لئے نروان کی راہ اپنانا پڑتی ہے۔

"بدھ کے فلسفہ حیات کا خلاصہ یہ ہے کہ روح دراصل لمحات ادراک کے مجموعے کا نام ہے اور عقل میں تسلسل اس طرح قائم رہتا ہے کہ ہر ادراک آنے والے ادراک سے ایک خاص قوت کے باعث مربوط رہتا ہے"۔

بدھ مت کے عقیدے کی رو سے یہ دنیا شر و فساد اور دکھ درد سے بھری ہوئی ہے۔ اس سے نجات پانے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان دنیا کو ترک کر کے اپنے آپ کو عبادت الٰہی، پرہیزگاری، صدقہ، اعمال خیر، تفکر اور مراقبہ میں مشغول کر دے اور اس طرح شہوات نفسانی اور ہوا و ہوس سے اپنے آپ کو آزاد کرے اور انجام کار کمال کے درجہ پر پہنچ کر نروان یعنی فنائے کامل حاصل کرے۔"

بدھ مت بھی فرار عن الحیات اور رہبانی تعلیمات پر مشتمل ہے جو انسان کو نروان حاصل کرنے کے لئے ترک دنیا اور ترک خواہشات کر کے جنگلوں میں نکل جانے کی تلقین کرتا ہے۔

دیگر ہندی فلسفوں میں ہندی ویدانت اور ہندی یوگا قابل ذکر ہیں۔ ہندی ویدانت کا مسئلہ فنا اور عقیدہ ہمہ اوستی (وحدت الوجود) صوفیانہ مسائل ہیں جن سے کئی مسلم صوفیا بھی متاثر ہوئے اور ہندی یوگا کی چند ریاضتوں کی مماثلت اسلامی تصوف میں بھی پائی جاتی ہے۔

نو فلاطونیت

نو فلاطونیت کا ہیرو فلاطینوس ایک مصری قبطی تھا۔ وہ ۲۰۵ قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ عالم و فاضل ہونے کے ساتھ تمام فضائل کا حامل تھا۔ فلاطینوس نے حکیم افلاطون کے نظریات کی تشکیل نو کا کام کیا۔ نو فلاطونیت اگرچہ بنیادی طور پر ایک فلسفیانہ مکتب فکر ہے لیکن اس کا بنیادی مسئلہ جو خاص طور پر تصوف کے مکاتیب فکر سے وابستہ رہا اس کا ہمہ اوستی نظریہ یعنی نظریہ وحدت الوجود (PANTHEISM) ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ "وجود" دراصل واحد ہے اور وہی وجود دیگر جملہ موجودات کا منبع ہے۔ تمام کائنات بطریق تجلی (EMINATION) اسی وجود واحد سے نکلی ہے اور اس کو انجام کار لوٹ کر اس میں محو ہو جانا ہے۔ گویا اس وجود واحد کے سوا جو بھی کچھ "موجود" ہے صرف اسی "وجود واحد" کی نمود ہے۔ وہ خود کوئی مستقل وجود نہیں رکھتا

تقابلی جائزہ

درج بالا تمام سری مکاتب فکر کا مرکزی نقطہ اللہ کا دھیان، ماسوا اللہ سے اعراض، ترک خواہشات اور روح کا وسعت و بالیدگی ہے۔ ان مسالک میں سوائے زردشتی مذہب کے باقی سب میں رہبانی تعلیم موجود ہے جس کی اسلام میں گنجائش نہیں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے مطابق۔

"تمام اقوام کے تصوف میں ایک اور بات جو مشترک ملتی ہے وہ یہ ہے کہ محسوسات اور معقولات کے علاوہ ان سے کہیں زیادہ مؤثر ادراک حقیقت کے ذرائع اور ہیں جو وجدانی ہیں انسان کے ظاہری حواس کے علاوہ کچھ باطنی حواس بھی ہیں جو ہستی کے بعض ایسے پہلوؤں کو منکشف کرتے ہیں جن تک عام عقل و احساس کی رسائی نہیں۔ کشف حقیقت کا سب سے بڑا ذریعہ عشق ہے جو محض تاثر یا جذبہ نہیں بلکہ مصدر بصیرت و معرفت ہے۔ زندگی کا مقصد اسی عشق کو ترقی دینا ہے جس سے ظاہر و باطن کی خامیاں رفع ہو جاتی ہیں اور اس کی بدولت عرفان نفس پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ خود شناسی اور جہاں شناسی کے علاوہ خدا شناسی کی راہیں بھی کشادہ کر دیتا ہے۔ تصوف کوئی طریقہ استدلال یا محض نظریہ حیات نہیں بلکہ ایک طرز زندگی ہے جس میں ہر چیز کے متعلق زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے اور زندگی کے رسمی اقدار کی نئی تقدیر ہوتی ہے۔"

سری تعلیمات اور اسلامی تصوف کے مابین فرق اور مشترک عقائد کے بارے میں ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں۔

"اسلامی تصوف غیر اسلامی تصوف (سریت) سے بوجوہ مختلف ہے۔ ایک غیر مسلم صوفی تمام جسمانی و مادی لذات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ وہ نہ نکاح کرتا ہے، نہ مکان بناتا ہے، نہ کام کے کپڑے پہنتا ہے نہ کچھ (صحیح طرح) کھاتا ہے اور نہ انسانوں سے ملتا ہے۔ دوسری طرف مسلم صوفی مناسب حد تک جسمانی خواہشات کی تسکین کا سامان فراہم کرتا ہے تاکہ جنسی اور عصبی ہیجانات اس کی محویت اور عبادات میں دخل انداز نہ ہوں وہ نکاح کرتا، مکان بناتا، اچھے کپڑے پہنتا، رزق طیب سے متمتع ہوتا اور انسانوں کے ہجوم میں رہتا ہے۔ وہ نہ پہاڑوں میں بھاگتا ہے اور نہ غاروں میں پناہ لیتا ہے۔ لیکن روح کے متعلق دونوں کے تصورات بڑی حد تک ملتے جلتے ہیں۔ دونوں روح کو لافانی، حقیقی، اور زمان و مکان سے وراتر اور ایک مہیب طاقت سمجھتے ہیں۔ جسم کی پرواز گور تک ہے اور روح کی عرش تک۔ جسمانی سمع و بصر کا دائرہ بہت محدود ہے لیکن روح کی آنکھ سے کائنات کا کوئی راز پوشیدہ نہیں اور اس کی طاقتور آواز ثریٰ سے ثریا تک ایک گونج پیدا کر دیتی ہے۔ تمام جذبات عالیہ مثلاً رحم، محبت، فیاضی وغیرہ کا منبع روح ہے۔ نیاز و گداز کے چشمے یہیں ابلتے ہیں وجدان کی وہ آنکھ جس کی زد سے خود خدا بھی باہر نہیں یہیں کھلتی ہے۔ وہ نور جس سے شاہراہ حیات جگمگا اٹھتا ہے یہیں جنم لیتا ہے اور روح ہی میں وہ توانائی پنہاں ہے جو فطرت کی تمام طاقتوں کو رام بنا دیتی ہے اور کائنات کو تعاون پر مجبور کرتی ہے

حضرت جلال الدین رومیؒ نے تصوف اور سریت کے اس فرق کو ایک شعر میں یوں سمو دیا ہے۔

مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ
مصلحت در دین عیسیٰ غار و کوہ

(جاری ہے)

بقیہ قارئین کے خطوط

تمام پاکستانیوں کو پاکستان کی گولڈن جوبلی مبارک ہو خدا کرے کہ پاکستان صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنے۔ بھارت میں مقیم نوربخشیوں کی خدمت میں ہدیہ عقیدت پیش ہے۔ نوائے صوفیہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے جسے میں ایک پروف ریڈر کی طرح حرف بہ حرف پڑھتا ہوں۔ یہ تمام کلمہ گو حضرات کے لئے ایک مینارہ نور ہے۔ میں علاقہ چھوربٹ میں رسالے کا نمائندہ بننا چاہتا ہوں۔

کامریڈ عباس علی نیومن سکسا

(جواب۔ آپ کے خلوص کا شکریہ۔ مستقل نمائندگی کے لئے چیف آرگنائزر نوائے صوفیہ فلیٹ نمبر ۷، بلاک نمبر ۱۴ کینگری، فور آئی ایٹ ون اسلام آباد سے رجوع کیجئے۔)

حسب حکم سالانہ چندہ ارسال ہے۔ دیری کی معذرت چاہتا ہوں۔ آپ لوگوں نے اپنا قیمتی وقت نوائے صوفیہ کی اشاعت کے لئے وقف کرکے اہل نوربخشیہ کی دلچسپی کا سامان پیدا کیا ہے۔

محمد تقی وزیر پور شگر

سالانہ چندہ ارسال کرنے کے باوجود رسالے کی ترسیل نہ ہونے کی وجہ سے دل ٹوٹ گیا ہے۔ مہربانی تحقیقات کریں۔

حوالدار شکور علی شہاب کھرمنگ

جواب۔ آپ کی شکایت شعبہ ترسیل تک پہنچا دی ہے انشاء اللہ ازالہ ہوگا۔

احوال صوفیاء

(گزشتہ سے پیوستہ)

حضرت امام احمد غزالی

غلام حسن نور بخش فاضل عربی، ایم ۔ اے

اساتذہ اور شاگرد

امام احمد غزالی نے بہترین تربیت پائی تھی اور بہت سے اہل فضل و کمال سے اکتساب فیض کیا تھا۔ ان میں سے چند کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

احمد راد کانی طوسی۔

امام محمد غزالی۔

شیخ ابو بکر نساج۔

شیخ ابو علی فارمدی وغیرہ۔

آپ سے ہزاروں افراد نے استفادہ کیا جس زمانے میں آپ نظامیہ بغداد میں استاد کی حیثیت سے پڑھاتے رہے اس دوران ہزاروں طلباء آپ سے اکتساب فیض کرتے تھے۔ آپ پڑھانے کے ساتھ ساتھ مختلف علاقوں کے دورے کرتے اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ اس طرح طلباء کے علاوہ ہزاروں عوام الناس بھی ان سے استفادہ کرتے تھے۔ یوں آپ سے اکتساب فیض کرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے تاہم درج ذیل افراد وہ ہیں جنہیں شہرت دوام حاصل ہوا۔ انہوں نے آپ سے خوب استفادہ کیا۔

امام محمد غزالی (آپ کے بڑے بھائی)۔

عین القضاۃ ہمدانی۔

حکیم سنائی غزنوی مشہور فارسی شاعر اور حدیقۃ الحقیقۃ کا مصنف۔

ابو الفضل صائن بن عبد اللہ بغدادی۔

شیخ عبد الواحد آمدی۔

شیخ روزبہان کبیر مصری۔

ابو القاسم عمر بن محمد المعروف بہ ابن اسبزری۔

ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی۔

ابن شہر آشوب مازندرانی۔

عبادت اور ریاضت

آپ بہت بڑے عابد و زاہد اور مرتاض آدمی تھے۔ زندگی بھر ریاضت بجالاتے رہے۔ آپ نے عبادت و ریاضت اور طاعت کا سلسلہ جوانی میں ہی شروع کر دیا تھا اور زندگی بھر اسے ترک نہیں کیا۔ چنانچہ طبقات شافعیہ کے مصنف ابو بکر لکھتے ہیں۔

كان من ائمة العلم و الورع غلب عليه علم التصوف و الخلوة فتوجه الى الطاعة و كان لا يفتر منها ليلا۔

ترجمہ ۔ آپ علم و پرہیزگاری میں امام تھے۔ آپ پر تصوف اور خلوت کا غلبہ ہوا تو آپ نے طاعت و ریاضت کی طرف توجہ دی اور ایک رات بھی اسے ترک نہیں کیا۔

(مقدمہ مجموعہ آثار فارسی احمد غزالی ص ۲۵)

ساری ساری رات عبادت میں گزارنے کے باوجود آپ صوفیائے کرام کی خدمت اور لوگوں کی رشد و ہدایت میں بھی مصروف رہتے تھے۔ جہاں کہیں کوئی اہل دل اور صاحب استعداد نظر آتا اس کی روحانی تربیت کرتے لوگوں کو رشد و ہدایت بخشتے دور دراز سفر کر کے وعظ فرمایا کرتے اور انہیں راہ راست دکھایا کرتے تھے۔

وعظ و تدریس

امام احمد غزالی نے ایک مدت تک اپنے بھائی کی طرح بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں درس دیا۔ آپ کا وعظ بہت ہی سنجیدہ اور دل نشین ہوا کرتا تھا۔ وعظ کی مجلسوں میں بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوتے اور آپ کے فرمان سے محظوظ اور مستفید ہوتے تھے۔ ان میں سے بعض سامعین آپ کی تقریر کو حرف بہ حرف لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ صاعد بن فارس لبانی نے جو اس وقت بغداد میں مقیم تھا ۸۳ مجلسوں کی تقریریں ضبط تحریر میں لائیں اور دو جلدوں پر مشتمل ایک کتاب تیار کی اور اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

امام یافعی مرات الجنان میں لکھتے ہیں۔

احمد غزالی ان کی بلاغت، نیک نیتی اور شیریں زبانی کی وجہ سے عوام الناس میں بہت مقبول تھے۔ ایک بار انہوں نے سلطان محمود کے سامنے تقریر کی تو انہوں نے خوش ہو کر ایک ہزار دینار دیا۔ وہ پر لطف وعظ کرتے تھے۔ خوبصورت، صاحب کرامات اور اشارات کے مالک شخص تھے۔ انہوں نے بہت سے ملکوں کی سیاحت کی۔ صوفیہ کی خدمت کی اور انہوں نے آپ کی خدمت کی۔ الخ

(مقدمہ سوانح ص ۶)

حافظ سلفی کہتے ہیں کہ میں ہمدان میں احمد غزالی کی مجلس حاضر تھا۔ ہم ایک حویلی میں مقیم تھے۔ ہمارے درمیان محبت اور دوستی تھی۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ ہوشمند تھے اور لوگوں میں گفتگو کے لحاظ سے سب سے زیادہ مضبوط و توانا تھے۔ اسی طرح وہ علم فقہ میں بھی دانا تھے۔

(مقدمہ سوانح ص ۷)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

امام احمد غزالی دوسروں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اس مقصد کے لئے آپ دور دراز کا سفر بھی اختیار کرتے تھے۔ وعظ و نصیحت میں جو کچھ فرماتے خود بھی ان پر عمل کرتے تھے۔

زکریا قزوینی لکھتے ہیں۔

ایک آدمی نے ایک طوائف کو مقررہ رقم کے عوض ایک رات اپنے ہاں بلانا چاہا تاکہ اس سے جنسی خواہش پوری کرے۔ جب امام احمد غزالی کو اس ارادے کی بھنک پڑ گئی تو آپ خود اس فاحشہ عورت کے پاس گئے اور اس آدمی سے زیادہ رقم دے کر عورت کو اپنے ہاں لے آئے۔ عورت کو گھر کے کسی علیحدہ کونے میں بٹھا کر خود نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ تب آپ نے عورت کو اس کے گھر پہنچایا۔ اس طرح آپ نے اپنی گرہ سے رقم خرچ کر کے دو آدمیوں کو گناہ سے باز رکھا

(آثار البلاد ص ۳۱۵)

دین میں سہولت

شیخ ابو نجیب سہروردی فرماتے ہیں کہ ایک دنیا دار حضرت شیخ احمد غزالی کے پاس آیا جب کہ ہم اصفہان میں تھے۔ وہ ان سے خرقہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ حضرت شیخ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم فلاں آدمی کے پاس جاؤ وہ تمہیں خرقہ کا اصل مفہوم بتائے گا پھر جب تم واپس آؤ گے تو میں تمہیں خرقہ پہناؤں گا۔ اس گفتگو میں آپ کا اشارہ میری طرف تھا چنانچہ وہ شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اسے خرقہ کے حقوق سکھائے اور ضروری آداب بھی سکھا دیئے کہ اس کے پہننے کا حق دار کون ہے۔ اس آدمی کو خرقہ کے یہ حقوق بہت مشکل معلوم ہوئے اور اسے پہننے سے ہچکچانے لگا۔ حضرت شیخ کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ میری باتوں سے اس کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہو گئی ہے تو آپ نے مجھے بلا کر ان ملامت فرمائی اور فرمایا کہ میں نے تمہارے پاس اسے اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس سے اس طرح گفتگو کرو جس سے اس کے دل میں خرقہ پہننے کی رغبت زیادہ ہو جائے مگر تم نے اس طرح گفتگو کی کہ اس سے اس کی ہمت پست ہو گئی۔ گو تم نے جو باتیں کی تھیں وہ سب درست تھیں۔ خرقہ پوشی کے ضروری حقوق تو وہی ہیں لیکن اگر ہم مبتدی کے لئے یہ سب چیزیں ضروری قرار دے دیں تو وہ بدک جائے گا اور تمام فرائض ادا نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا ہم اسے خرقہ پہنائیں گے تاکہ وہ ہماری جماعت کے مشابہ ہو جائے۔ اس طرح وہ انہیں کے بھیس میں ہو گا تو وہ ان کی مجالس اور محفلوں میں شریک ہو سکے گا۔ ان کی محبت کی برکات سے اور ان کی عادات و اطوار کو دیکھ کر ان کے مسلک پر چلنا پسند کرے گا یوں ان بزرگوں سے کچھ نہ کچھ فیض ضرور حاصل کرے گا۔

(عوارف المعارف ص ۲۴)

اس واقعے میں یہ سبق پنہاں ہے کہ دین میں جو سہولت موجود ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ بے جا سختی ہرگز نہ کی جائے تاکہ آدمی بقدر وسعت وظرف دین برحق سے فائدہ حاصل کرے اور دین میں سختی دیکھ کر دین ہی سے بدظن نہ ہو جائے۔

چہل مقام صوفیہ
(گزشتہ سے پیوستہ)

مراقبہ

رستم علی سلینگ

مراقبہ عربی لفظ راقب یراقب سے بنا ہے جس کا معنی امیدوار بننا، حضور قلب سے خدا کی طرف توجہ کرنا یا قلب کی طرف رجوع کرنا ہے۔

خواجہ محمد عبدالصمد نے اپنی تصنیف "اصطلاحات صوفیہ" میں مراقبہ کی تعریف یوں کی ہے۔

"مراقبہ حضوری قلب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی جناب میں دل سے حاضر ہونا کہ اس وقت کوئی خطرہ نہ آئے اگر آئے تو اسے دفع کرے۔ شروع میں ایسا کرتے ہیں کہ آنکھ بند کر کے سر کو جھکا کر خوب مشق کرتے ہیں یہاں تک کہ چشم ہائے بصیرت و بصارت ایک ہو جاتے ہیں۔ پھر آنکھ بند کرنے اور سر جھکانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

مراقبہ کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ مراقبہ ناظرہ
۲۔ مراقبہ حضوری
۳۔ مراقبہ جمع
۴۔ مراقبہ جمع الجمع

دراصل مراقبہ ایک قسم کا تخلیہ ہے جس کے دوران آدمی ذات باری تعالیٰ کی طرف اپنی تمام تر توجہ مرتکز کرتا ہے۔ شروع شروع میں ذہن میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں جن کی وجہ سے پریشان خاطری پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جوں جوں تجربہ ہوتا جاتا ہے ذہنی یکسوئی اور ارتکاز فکر بھی بڑھتا جاتا ہے اور آخر کار مراقبہ کرنے والا خلوت میں بھی جلوت کی دولت سے بہرہ ور ہونے لگتا ہے۔

مراقبہ کے دوران ہی انسان فیوضات ربانی سے مشرف ہوتا ہے۔ مشکل گرہیں کھل جاتی ہیں۔ فتوحات غیبی حاصل ہوتی ہیں۔ غیبی واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں اور غیبی آوازیں سننے کو ملتی ہیں۔

تمام سلاسل تصوف میں مراقبے کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے متعلق مشہور ہے کہ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے تلاش حق کس سے سیکھا؟ فرمایا بلی سے۔ ہوا یوں کہ ایک دن آپ کہیں جا رہے تھے کہ ایک جگہ بلی کو گھات لگائے دیکھا۔ ایک سوراخ میں چوہا گیا ہوا تھا اور بلی اس کے دوبارہ نکلنے کا سراپا منتظر تھا۔ اس کی نظریں سوراخ پر جمی ہوئی تھیں اور سارا جسم سکیڑ رکھا تھا جو ہے کے سوا بلی کو کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔ یہ انہماک دیکھ کر آپ بہت متاثر ہوئے اور فرمایا دیکھو ایک جانور اپنے مطلوب کا کس طرح منتظر ہے کہ اس کو اپنا ہوش تک نہیں اور ہم انسان ہوتے ہوئے ہمارا دل ایک طرف ہوتا ہے اور توجہ دوسری طرف، نظر تیسری طرف ہے اور ذہن کسی اور طرف۔ ہمیں بھی ذات باری تعالیٰ اور اس کے فیوض و برکات کا اس طرح انتظار ہونا چاہئے جس طرح بلی کو جو ہے کا انتظار ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ مراقبہ کے بارے میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔

"(مقام محاسبہ میں پہنچنے کے بعد) سالک پر مراقبہ کا حال طاری ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر محاسبہ اس کا مقام ہوتا ہے اور مراقبہ اس کا حال بنتا ہے۔ حالت مراقبہ میں بھی کبھی تجلی ظہور پذیر ہوتی ہے۔

سلسلہ ذہب کے بزرگان دین کے نزدیک مراقبہ سر جھکانے اور معمولی مشق سے حاصل ہونے والی چیز نہیں ہے بلکہ مراقبہ تصوف کے اعلیٰ مقامات میں سے ایک ہے جس کے حصول کی رہنمائی کرتے ہوئے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔

"مرشد کامل جسے اللہ تعالیٰ ناقصوں کو تعلیم و تربیت دے کر کامل بنانے کی غرض سے تجلیات ذاتی اور فنافی اللہ جیسے بلند ترین مقام سے عالم عنصر میں بھیج دیتا ہے اس کی نگرانی میں موتو اقبل ان تموتوا کے اصول پر گامزن ہو کر راہ فقر و سلوک میں (سالک) خوب مجاہدے کرے یہاں تک کہ جائک

بقیہ صفحہ ۲۵

بدن تمثیل

(بلبل تصوف مولوی علی مرحوم کی یادگار تقریر)

ترجمہ و تدوین - م - ش - کوروی

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی نبیہ و آلہ فقد قال اللہ تبارک و تعالی فی کلامہ القدیم و فرقانہ الحمید و ھو الصدق القائلین۔

فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشر اسویا۔ قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا۔ آمنت باللہ صدق اللہ المولانا العظیم و بلغنا رسولہ النبی الکریم۔ ونحن علی ذالک من الشاہدین و الشاکرین۔ و الحمدللہ رب العالمین۔

جناب علمائے کرام و سامعین عظام۔ السلام علیکم۔ خداوند عالم وحدہ لاشریک پروردگار لایزال کے لئے حمد و ثناء اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اطہار پر درود و سلام ہوں۔

خداوند عالم قرآن مجید فرقان حمید میں حضرت مریم بنت عمران کے بارے میں جو مومنہ، اللہ کی مقرب بندی، پاک دامن اور محصن تھیں، فرماتے ہیں کہ وہ ایک دن اپنے گھر والوں سے الگ تھلگ ایک حجرے میں آرام فرما تھیں کہ خداوند عالم کی ذات نے حضرت جبرئیل امین کو حکم دیا کہ وہ صورت انسانی میں حضرت مریمؑ کے پاس جائیں۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام ایک خوبصورت جوان کی شکل میں حضرت مریمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مریم نے جب ایک جوان کو یوں اپنے پاس پایا تو کچھ گھبرا گئیں اور فرمایا کہ اگر تم خدا سے ڈرنے والے ہو تو میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یا مریمؑ (میں خدا کا فرشتہ ہوں اور اس کی طرف سے بشارت لایا ہوں کہ) خداوند تعالیٰ آپ کی بطن سے اسی طرح ایک اولاد پیدا فرمائے گا جس طرح حضرتؑ آدم علیہ السلام کو ماں باپ کے بغیر پیدا کیا تھا۔ اس ارشاد کے ساتھ انہوں نے مریم مقدسؑ کے وجود پر دم کیا اور وہ حاملہ ہو گئیں۔ جبریل امین علیہ السلام کے اس طرح انسانی شکل میں آنے کو تمثیل کہا جاتا ہے کہ وہ خود تو ایک فرشتہ تھے مگر خداوند عالم کے حکم سے ایک بدن مثالی کے ساتھ ایک جوان آدمی کی شکل میں تشریف لائے۔

جبریل امین علیہ السلام متعدد بار صورت انسانی میں نمودار ہوئے ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جبریل امین دحیہ کلبی کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے جو عہد نبوی میں ایک بڑا سوداگر تھا۔ اس کے علاوہ جبریل علیہ السلام مختلف اعرابیوں کی شکل میں بھی تشریف لائے ہیں۔

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ اصحاب کرام کے ساتھ تشریف رکھے ہوئے تھے کہ اس دوران جبریل امین سفید لباس میں ملبوس ایک جوان کی شکل میں آئے جس کے بال کالے اور رنگ گندمی تھا، اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس طرح بیٹھے کہ ان کے گھٹنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں سے ملے ہوئے تھے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرداگرد بیٹھے تھے۔ اس حال میں اس جوان نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کسے کہتے ہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان تؤمن باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر یعنی ایمان سے مراد خدا پر ایمان لانا، ملائکہ پر ایمان لانا، کتابوں کو ماننا، سارے انبیاء پر ایمان لانا اور آخرت پر یقین رکھنا ہے۔ اس پر اس جوان نے کہا صدقت یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سچ فرماتے ہیں۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیران تھے کہ یہ کیسا سائل ہے جو سوال بھی کرتا ہے اور جواب کی تصدیق بھی، کہ اتنے میں اس آدمی نے دوسرا سوال کیا ما الاسلام اسلام کیا ہے؟ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان اشھد ان لا الہ الا اللہ و

محمد رسول و تصلی الصلوات و تصوم رمضان و تادی الزکاۃ و تحج البیت یعنی اسلام کا مطلب اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک اور اس کے پیغمبر کی شہادت دینا، نماز ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا اور کعبہ کا حج کرنا ہے۔ اس شخص نے پھر تصدیق کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سچ کہا ہے۔ پھر اس نے ایک اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے روزِ قیامت کی خبر دیجئے کہ وہ کب آئے گی؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ خبر لانے والے کو (اس حقیقت کی) خبر نہ ہو تو جس تک خبر پہنچائی گئی ہے اسے اس کی خبر کیوں کر ہو سکتی ہے؟ تاہم اس جوان کی استدعا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی چند علامات بیان فرمائیں۔

جب وہ آدمی مذکورہ مسائل پوچھنے کے بعد باہر گیا تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے اس جوان کو پہلے کبھی نہیں دیکھا یہ کیسا سائل تھا جو خود سوال کرتا تھا اور جواب کی تصدیق بھی خود کرتا تھا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبریل امین علیہ السلام تھے جو تمہاری تعلیم کے لئے تشریف لائے تھے۔

ایک دن وحیہ کلبی کی صورت میں جبریل امین علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں تھے اور سابقہ انبیاء کی امتوں کے حالات و واقعات، بندوں کی نافرمانی اور ان پر نازل ہونے والے عذاب کا ذکر کر رہے تھے کہ اسی دوران حسنین علیہم السلام آئے اور جبریل امین کو وحیہ کلبی تصور کرتے ہوئے ان کی جیب، دامن اور آستینوں کو ٹٹولنے لگے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ مہمان کو تکلیف نہ دیں اور اپنی جگہ بیٹھ جائیں۔ جبریل امین نے کہا آپ انہیں منع نہ کریں یہ جتنا میرے ساتھ کھیلیں گے اتنی انہیں خوشی ہوگی۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں اس لئے کھیل رہے ہیں کہ وحیہ کلبی جب کبھی تجارت سے واپسی پر یہاں آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ کوئی نہ کوئی تحفہ لے کر آتا ہے۔ اس عادت کی بنا پر یہ آپ کو ٹٹول رہے ہیں۔ اس پر جبریل امین نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور جنت سے دو سیب نکال لائے اور حسن و حسین کو ایک ایک سیب عطا کیا۔ یہ جبریل امین علیہ السلام کے بدن تمثیل میں تشریف لانے کا دوسرا واقعہ ہے۔

ہمارے بزرگ شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے اپنی کتاب چہل مجلس میں بدن تمثیل کا یوں بیان فرمایا ہے کہ خداوند عالم کو تخلیق انسان سے پہلے جب روحیں عالم ارواح میں ہوتی ہیں اس بات کا علم ہوتا ہے کہ کس روح نے کس جسم میں جانا ہے اور اس کا کیا نام رکھا جانا ہے؟ اس کی قسمت میں کس قدر رزق لکھا ہوا ہے؟ اسے کب اور کہاں مرنا ہے؟ یہ سب باتیں تخلیق جسم سے قبل خدا کے علم میں ہوتی ہیں۔ آگے چل کر آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مؤمن شخص کا کسی میدان سے گزر ہو رہا تھا کہ دوران سفر ایک قاتل چور وہاں آنکلا جس نے اس مؤمن شخص کے قتل کا ارادہ کیا۔ اس مؤمن نے کہا کہ اے شخص تم کیوں میرے قتل کے درپے ہو؟ جو کچھ مال و دولت میرے پاس ہے وہ تم بخوشی لے جاؤ مجھے قتل کرنے سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ چور نے کہا کہ نہیں میں تمہیں قتل کرنے کے بعد ہی تمہارا مال و متاع لے جاؤں گا ویسے کچھ نہ لوں گا۔ اس مؤمن شخص نے چور سے کہا کہ اگر تم نے مجھے قتل کرنا ہی ہے تو تمہاری بڑی مہربانی ہوگی کہ سفر آخرت پر روانہ ہونے سے پہلے وضو کرنے کی مہلت دو۔ چور نے کہا کہ ٹھیک ہے تو وضو کر لو۔ مؤمن شخص نے پہلے وضو کیا پھر چار رکعات نماز پڑھی اور پھر خداوند تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی اللھم یا ودود یا ودود یا ودود یا ذوالعرش المجید فعال لما یرید یا مغیث اغثنی یا مغیث اغثنی یا مغیث اغثنی۔ جب اس مؤمن شخص نے یہ دعا کی تو خداوند عالم نے ملاء الاعلیٰ میں موجود ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ میرا ایک نیک بندہ میرے نام کو وسیلہ بنا کر استغاثہ کر رہا ہے تم جا کر اس کی فریادرسی کرو۔ وہ فرشتہ حکم خداوندی پاتے ہی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر صورت انسانی میں اس مؤمن کے پاس حاضر ہوا اور آناً فاناً اس چور کا کام تمام کر ڈالا۔ اس مؤمن نے خدا کا واسطہ دے کر اس شخص سے استفسار کیا کہ اس لق و دق میدان میں میری مدد کو پہنچنے والے آپ کون فریادرس ہیں؟ جس پر اس نے جواب دیا کہ میں ملاء اعلیٰ میں موجود فرشتوں میں سے ایک ہوں جب تم نے خدا تعالیٰ کو یاد کر کے گریہ وزاری کی تو میں تمہاری پہلی دعا کے ساتھ اس آسمان پر پہنچا۔ دوسری دعا کے ختم ہوتے ہی روئے زمین پر اترا اور تیسری دعا کے ساتھ ہی تمہارے پاس پہنچا۔

بقیہ صفحہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

فضائل اہل بیت

مولانا شکور علی انور فاضل عربی

(آیت مودت ذوی القربیٰ کی تفسیر کے سلسلے میں مفسرین کے دو گروہوں کے بیانات گزشتہ قسط میں نذر قارئین کئے جا چکے ہیں اب تیسرے اور آخری گروہ کے مفسرین کی وضاحت پیش کی جاتی ہے)

تیسرا گروہ

تیسرا گروہ قربیٰ کو اقارب رشتہ داروں کے معنی میں لیتا ہے اور آیت کا مطلب یہ بیان کرتا ہے کہ میں تم سے اس کار رسالت پر کوئی اجر اس کے سوا نہیں چاہتا کہ تم میرے اقارب سے محبت کرو پھر اس گروہ کے بعض حضرات اقارب سے تمام بنی عبدالمطلب مراد لیتے ہیں اور بعض صرف حضرت علی و فاطمہ اور ان کی اولاد تک اسے محدود رکھتے ہیں۔ یہ تفسیر سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب سے منقول ہے نیز یہی تفسیر ابن عباس اور حضرت علی ابن حسین (علی زین العابدینؑ) کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

(تفہیم القرآن از مولانا مودودی جلد ۴ ص ۵۰۱)

ان مذکورہ اختلافات کو علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے کچھ اس رنگ سے پیش کیا ہے۔

الا المودة فی القربی کی تفسیر بروایت مجاہد حضرت ابن عباسؓ سے اس طرح منقول ہے کہ تم اللہ سے محبت کرو اور اطاعت کے ذریعے سے اس کا قرب حاصل کرو۔ حسن کا بھی یہی قول ہے حسن نے کہا ہے کہ قربیٰ سے قرب خدا مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ طاعت اور عمل صالح کے ذریعہ سے تم اللہ کے مقرب اور محبوب ہو جاؤ۔ بعض لوگوں نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ تم سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے اور میری اولاد سے تم محبت کرو اور ان کے معاملہ میں میرا لحاظ کرو۔ یہ قول سعید ابن جبیر اور عمر بن شعیب کا ہے۔ ابن ابی حاتم طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے قرابت داروں سے کون لوگ مراد ہیں، فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے۔

(تفسیر مظہری جلد دہم ص ۳۴۱)

قاضی ثناء اللہ صاحب کا انداز مخلصانہ اور تحقیق عارفانہ ہے۔ مفسرین کی نظر میں جو اختلاف واقع ہوا ہے وہ دراصل اس شبہ کی بنا پر واقع ہوا جس کا ذکر علامہ مظہری نے کچھ اس انداز میں کیا ہے:

ایک شبہ

تبلیغ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی اور ادائے فرض کی اجرت طلب کرنا جائز نہیں بلکہ نفل عبادت کی اجرت بھی کسی طرح درست نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی اور اپنی قرابت داروں کی محبت کو تبلیغ و رسالت کا اجر قرار دینا اور اس کا حکم دینا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔

آیت کریمہ من کان یرید حرث الدنیا نؤته منها و ماله فی الآخرة من نصیب کی تفسیر میں ہم نے اس کی تشریح کر دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو کوئی آخرت کا عمل دنیا کے لئے کرے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

ازالہ شبہ

مودت کو تبلیغ کا اجر قرار دینا حقیقی نہیں مجازی ہے۔ اجرت جیسی شکل ہونے کی وجہ سے مودت کو اجر کہا گیا ہے۔ کیونکہ حقیقی اجرت تو وہ ہوتی ہے جو اجرت کے طلب گار کے لئے مفید ہو اور وہ خود اس سے فائدہ اندوز ہو سکے۔

(تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۳۲۳)

اس سے قبل واضح کیا جا چکا ہے کہ اجرت کا اصل فائدہ تو اجرت لینے والے کے لئے ہوا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت سے محبت کرنے کا فائدہ تو دراصل محبت کرنے والے کو پہنچتا ہے اور وہ اللہ کا مقرب اور محبوب بن جاتا ہے اور اس محبت کے ذریعے سے اسے کامل ایمان کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کو ایمان سے بہرہ مند کرنا، ان کو خدا کے قریب لے جانا اور ان کی نجات کا سامان فراہم کرنا مقصود تھا اس لئے وہی کام باعث اجر و ثواب قرار دیا جس سے میدان حشر میں امم سابق کے مقابلے میں اور انبیائے سلف کے حضور میں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر فرما سکیں اور حق تعالیٰ کی درگاہ میں سرخروی کا موقع مل جائے۔

آیہ مباہلہ

تمام علماء مفسرین کا اس بات پر اتفاق نظر آتا ہے کہ آیت مباہلہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نصاریٰ کا ایک وفد آیا اور وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے کہ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں؟ تو فرمایا ہاں وہ اس کے بندے ہیں اور اس کا رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو کنواری بتول عذرا (مریم) کی طرف لقا کیا گیا۔ نصاریٰ یہ سن کر بہت جز بز ہوئے اور کہنے لگے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے؟ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ معاذاللہ خدا کے بیٹے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ بات تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کئے گئے۔ پس جب آدم علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق و بندہ ماننے میں کیا حرج ہے؟ اور اس میں کیا تعجب ہے؟

(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

اس بات پر نجران والے آگ بگولہ ہو گئے بلکہ سارے لوگ جو نصاریٰ تھے ناراض ہو گئے اور ادھر اللہ تعالیٰ نے آیت مباہلہ نازل فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاونت فرما دی اور ان سے مباہلہ کرنے کا اعلان کروایا۔ یوں یہ آیت تمام مفسرین کی نظر میں آیہ مباہلہ ٹھہری اور اب تک اسے علماء آیہ مباہلہ کے نام سے یاد کرتے چلے آئے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین ط

(سورۃ آل عمران آیت ۶۱)

پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہارے پاس علم آچکا تو ان سے کہہ دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے، اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں، پھر مباہلہ کریں تاکہ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ڈالیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ ارشاد فرمایا

ان هذا لهو القصص الحق و ما من الہ الا اللہ ط و ان اللہ لهو العزیز الحکیم

(سورۃ آل عمران آیت ۶۲)

یہی بے شک سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور جو حال اوپر مذکور ہوا اللہ تعالیٰ کی مراد یہاں تمام نصاریٰ اور ان تمام مشرکین کا رد ہے جو خدا کے بارے میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمام انکار حق کرنے والے مشرکین کو فسادی قرار دیا

فان تولوا فان اللہ علیم بالمفسدین

(سورۃ آل عمران آیت ۶۳)

پھر اگر وہ منہ پھیر دیں تو اللہ فسادیوں کو جانتا ہے۔

مباہلہ کے معانی

نبتهل ای نلعن ای ندعو اللہ علی الظالمین (علی الکاذبین) و الابتهال ان تمد یدیک جمیعا واصلہ تضریع فی السوال

(مجمع البحرین ص ۷۸۱)

نبتھل کے معنی ہم لعنت کریں، یعنی اللہ تعالیٰ سے جھوٹوں پر لعنت کی دعا کریں۔ ابتھال کے معنی یہ ہیں کہ ہاتھوں کو مکمل طور پر دراز کریں۔ اصل میں یہ گڑگڑا کر سوال کرنے کو کہتے ہیں۔

وابھلۃ بالضم و الفتح اللعنۃ۔ دراصل بھلہ کے معنی لعنت کے ہیں۔ پھر یہ لفظ ہر اس دعا کے لئے بولا جاتا رہا جس میں تضرع اور کوشش زیادہ ہو اگرچہ اس میں لعنت کا معنی نہ پایا جاتا ہو۔ اور مباحلہ کے الفاظ کچھ یوں تھے بھلۃ اللہ علی الکاذب منا و منکم کہ ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہو اس پر خدا کی نفرین نازل ہوں۔

(مجمع البحرین مطلع النیرین ص ۱۷۹)

آیت مباہلہ کی تفسیر

تفسیر حسینی میں ملا واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے پیشواؤں کو بلا کر فرمایا کہ جس قدر ہم دلیلیں زیادہ دیتے ہیں تم عداوت اور نزاع کو بڑھاتے ہو تو مباحلہ میں شامل ہوں تاکہ اس بات میں امتیاز ہو جائے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے، حق پر کون ہے اور باطل پر کون۔ نصاریٰ اس صورت پر راضی ہو گئے۔ وقت اور جگہ بھی مقرر کر دی۔ دوسرے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو گود میں اٹھایا اور امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو پیچھے اور حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ لے کر چلے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں جب دعا کروں تم آمین کہنا۔ اس طرف نصاریٰ بڑے تامل کے بعد مباحلہ سے پشیمان ہوئے اور اپنی بہتری صلح میں دیکھی۔ بایں ہمہ ان مشرکین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر صف باندھی جب ان کے سردار نے حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل بیت سمیت دیکھا تو چلایا کہ یاروان بزرگواروں کی بددعا سے بچو۔ خدا کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ اگر یہ خدا سے چاہیں تو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں اور میں یقین سے جانتا ہوں کہ اگر ان کے ساتھ بددعا کرو گے تو تمام روئے زمین پر ایک نصرانی بھی زندہ نہ رہے گا۔

بالآخر اس بات پر صلح کر دی کہ ہر سال دو بار کر کے دو ہزار حلے نذر کر دیا کریں اور تیس عمدہ زرہیں مسلمانوں کو (بطور جزیہ) حوالہ کیا کریں گے۔ اس طور پر صلح نامہ لکھ کر گھروں کو واپس لوٹ گئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نجران کے سردار میرے ساتھ مباحلہ کرتے تو حق تعالیٰ انہیں مسخ کر کے ان پر آگ نازل کرتا اب نجران والے بلکہ جن چڑیوں کے گھونسلے ان کے مکانوں کے چھت پر تھے وہ بھی سب ہلاک ہو جاتے۔

(تفسیر قادری جلد اول ص ۱۰۶)

نجران کا مختصر تعارف

نجران مکہ معظمہ سے یمن کی جانب سات منزل پر ایک وسیع ضلع کا نام ہے جہاں عیسائی عرب آباد تھے۔ یہاں عیسائیوں کا ایک عظیم الشان کلیسا تھا جس کو وہ حرم کعبہ کا جواب سمجھتے تھے۔ اس میں بڑے بڑے پیشوا رہتے تھے۔ عرب میں عیسائیوں کا کوئی مرکز اس کا ہمسر نہ تھا۔ اعشیٰ (نصرانی شاعر) اسی کی شان میں کہتا ہے۔

و کعبۃ نجران ختم علیک
حتی تناخی بابوابھا
تزور یزید او عبدالمسیح
و قیساھم خیر اربابھا

یہ کعبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا تھا جو شخص اس کے حدود میں داخل ہو جاتا تھا وہ مامون ہو جاتا تھا۔ اس کعبہ کی اوقاف کی آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی۔

(سیرت النبی شبلی نعمانی ج ۲ ص ۹۹)

واقعہ مباہلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں (اہل نجران کو) بھی دعوت اسلام بھیجی۔ انہوں نے تحقیق حالات کے لئے ایک وفد زیر قیادت عبدالمسیح عاقب مدینہ بھیجا وہ وفد مسجد نبوی کے صحن میں آکر ٹھہرا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مباحثہ ہوا مگر وہ قائل نہ ہوئے حکم خدا نازل ہوا۔

فقل تعالوا ندع ابنائنا الخ اے پیغمبران سے کہہ دو کہ دونوں اپنے بیٹوں، اپنی عورتوں اور اپنے نفسوں کو لاکر مباحلہ کریں چنانچہ فیصلہ ہو گیا اور ۲۴ ذوالحجہ ۱۰ ہجری کو پنجتن

پاک جھوٹوں پر لعنت کرنے نکلے۔ نصاریٰ کے سردار نے جونہی
ان کی نورانی شکلیں دیکھیں تو کانپنے لگا اور مباہلہ سے باز آگیا۔
خراج دینا منظور کیا اور جزیہ دے کر رعایا بننا قبول کیا۔
(معارج العرفان ص ۳۵ و تفسیر بیضاوی ص ۴۲)

آیت مذکورہ کی شان نزول کے بارے میں سبھی
مفسرین کا اتفاق ہے۔ ہر مفسر یہی لکھتا ہے کہ آیت مذکورہ
مباہلہ کے موقع پر نازل ہوئی اور مباہلہ میں آنحضور سرور دو عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بھی چند مقدس ہستیاں بھی
شامل تھیں جن کو آپ اپنے ہمراہ بددعا کے لئے لے گئے تھے۔
مباہلہ کا وقت طلوع صبح کے بعد تھا۔

مباہلہ کے شرکاء

مباہلہ کے لئے آنحضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی قیادت میں چلنے والے مقدس نفوس کے بارے میں اہل سیر و
تفسیر نے معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی لکھتے
ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا اور
حسن و حسین علیہم السلام کو لے کر مباہلہ کے لئے نکلے۔
(سیرت النبی جلد ۲ ص ۶۸)

کتاب درالمنثور میں حضرت امام جلال الدین سیوطی
لکھتے ہیں۔

من جابر قال قدم علی النبی العاقب و السید
.... رسول اللہ و ابنائنا الحسن و
الحسین ونسائنا فاطمۃ
(ابو نعیم، حاکم، ابن مردویہ، صواعق محرقہ
مطبوعہ مصر ص ۷۱، کتاب فلاح
المومنین ص ۳۲۰)

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ (نجران کے سردار) عاقب
اور سید آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش
ہوئے تو آپ نے ان دونوں کو اسلام کی طرف دعوت دی تو
انہوں نے (بطور افترا) کہا کہ ہم نے اسلام قبول کیا۔ حضور فخر دو
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو اگر
تم چاہو تو بتادوں کہ کس چیز نے تمہیں اسلام سے روک رکھا
ہے۔ انہوں نے (امتحانی انداز سے) کہا لاؤ بتاؤ کیا کچھ ہے؟ آپ
نے فرمایا تمہیں صلیب کی محبت، شرب شراب اور خنزیر کے
گوشت نے اسلام سے روک رکھا ہے۔ (راوی فرماتے ہیں) پھر
آپ نے ان دونوں کو (مباہلہ) ملاعنہ کی دعوت دی۔ ان دونوں
نے کل کا وعدہ کیا۔ جب صبح ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت علی کے ہاتھ تھامے اور حضرت فاطمہ اور حسن و
حسین علیہم السلام کو ساتھ لیا تاکہ مباہلہ کے دوران آمین کہتے
ہوئے ملاعنہ کا اقرار کریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ
مبعوث فرمایا اگر یہ (نجران کے سردار) دونوں ایسا کریں تو ان پر
راوی مزید کہتے ہیں کہ پھر اس وقت یہ
آگ کی بارش ہو جائے گی
آیت نازل ہو گئی۔ (راوی وثوق سے کہتے ہیں اور آیت کے اندر
افراد پاک کا تعین کرتے ہیں کہ) انفسنا و انفسکم میں رسول اللہ
اور علی تھے ابنائنا و ابنائکم میں حسن اور حسین علیہم السلام داخل
تھے اور نسائنا میں حضرت فاطمہ علیہا السلام مباہلہ میں شریک
تھیں۔

ابن حجر مکی نے سعد بن وقاص کی روایت کو بیان کیا ہے

عن سعد ابن وقاص قال ....اهل بیتی
(صحیح مسلم و مشکواۃ شریف، مودت القربیٰ
باب دوم حدیث ۱)

تفسیر کبیر میں امام رازی نے لکھا ہے۔
وکان رسول اللہ خرج و علیہ.....الخ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مباہلہ کیلئے)
نکل رہے تھے تو آپ کے اوپر کالی کملی تھی حسن کو اٹھائے ہوئے
تھے اور حسین کے ہاتھ میں ہاتھ تھا۔ ان کے پیچھے پیچھے فاطمہ جا
رہی تھی اور ان کے پیچھے پیچھے علی جا رہے تھے۔ آپ فرما رہے تھے
کہ جب میں دعا کرنے لگوں تو آپ لوگ آمین کہیں اور یہ قاضی
بیضاوی کی عبارت ہے۔

اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے
ہیں۔

وعن ابی رباح .... فضلیت بھم
نصاری
(مودت القربیٰ مودت دوم حدیث ۲)
(جاری ہے)

سلوۃ العاشقین و سکنۃ المشتاقین

تالیف شیخ علاؤالدولہ سمنانی

ترجمہ غلام حسن نور بخش ایم-اے

تلاش مرشد

حمد تعالیٰ کے بعد جب اس بے چارہ نے دنیا سے منہ پھیر لیا عشق حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس مفلس کو گریبان سے پکڑ لیا۔ ایک مدت تک اس لئے در در پھرتا رہا کہ اس کا کوئی پیشوا (اور رہبر) نہیں تھا۔ اس طرح میں نے ہر گروہ کے احوال کو دیکھا، ہر کسی کے پاس گیا جو تربیت دے سکتا ہو۔ آنے جانے والوں سے اطراف واکناف میں پوچھا مگر مجھے کوئی (اطمینان بخش) نشانی نہیں ملی۔ بیشتر وقت مہلک قبض (یعنی تنگی) میں مبتلا ہوا۔ اگر لطف حق تعالیٰ میرے شامل حال نہ ہوتا تو میں مقابلہ نہ کر سکتا۔ میں انواع واقسام کی طاعات، عبادات، اذکار اور ریاضات جو مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کتابوں میں مندرج ہیں، بجا لایا اور اپنے کام کی کشادگی انہیں سے (عبارت) تھی اور اپنے اوقات کا بیشتر حصہ ان دفاتر (کتابوں) کے مطالعہ میں جو علم طریقت پر لکھے گئے ہیں، جیسے (ابو طالب مکی کی) قوت القلوب، (امام غزالی کی) احیاء العلوم الدین اور دوسری کتب جن کا نام شمار کرنا طوالت کا باعث ہے، گزار دیا۔ جو کچھ میں چاہتا تھا اس کا کوئی اثر میں نے نہیں دیکھا۔ جب میرا قلق اور اضطراب حد سے بڑھ گیا میں اس سے باز آیا۔ میں نے مشائخ کی کتب میں پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے طالب کو جو سچا ہو ضائع نہیں کرتا۔ یا تو اسے فائدہ پہنچانے کے لئے حضرت خضر پیغمبر کو بھیجے گا یا اس کی رہنمائی کے لئے کسی جن کو اس کا ساتھی بنا دے گا یا اس کی تربیت کے لئے کسی آدمی کو بھیج دے گا جو خود اس راستے پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ چکا ہو گا اور اس کا آب حیات پی چکا ہو گا۔ وہ اسے محرومی کی پستی سے درگاہ رحمن میں پہنچا دے گا۔ یہ سوچ کر میرا دل خوش ہوتا میں اپنے آپ میں کوئی اور مقصد جو ریا کی طرف منسوب ہو نہیں پاتا تا۔ میں نے دیکھا کہ خوش بختی کی پو پھٹ گئی ہے۔ شیخ حقیقی سلطان المشائخ، نور الملت والدین عبدالرحمن اسفرائنی کے مریدوں میں سے ایک جو اللہ کے بندوں میں سے ایک خاص بندہ اور واصلان درگاہ حق (میں سے ایک واصل ہے) وہاں آپہنچا۔ میں اس کی خدمت اور قدم بوسی کے لئے مستعد ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی اس ناچیز پر اتنی مہربانی تھی کہ مجھے اس ظلمت آباد سے رہائی بخشی۔ ان دنوں کسی کے ساتھ اتنی مہربانی اور رحم نہیں کیا گیا ہو گا۔ ان بزرگ یعنی شیخ عبدالرحمن اللہ تعالیٰ ان سے ہمیں لمبی مدت تک مستفید فرمائے، کی ولایت اس ناچیز کو دکھلا دی اور ہمارے کام ان کے حوالے کر دیئے۔ اس کے بعد ہم نے ان کے دامن سے وابستگی اختیار کر لی۔ ان کے ارشاد پر سر تسلیم خم کیا اور ان کے اشارات پر عمل کرنا واجب تھا۔

سبب تالیف

اس طویل تمہید کا مقصد یہ ہے کہ ایک دن میں نے کہا کہ سلطان السالکین رضی الدین علی لالا رضی اللہ عنہ نے دوسرے مشائخ کے سلوک میں دوستوں کو وصیت کی اور اس سلسلے میں کئی رسالے لکھے۔ دوستوں نے عرض کیا کہ ان میں سے کسی ایسی جگہ سے جو طالب کے لئے ناگزیر ہو خود انتخاب کریں تاکہ طالبان حق کو ہر بات الگ الگ جگہوں سے لینے کی زحمت نہ ہو۔

اگرچہ ہمارا سارا وقت خلوت اور ذکر میں گزرتا تھا اور ہمیں کسی کی پروا نہیں تھی۔ تاہم ان کے حکم کی پیروی لازم تھی۔

اس طرح یہ مختصر رسالہ تحریر میں آیا۔ انشاء اللہ ہمارے قلم پر وہی بات آئے گی جس میں رضائے حق شامل ہو۔ اور اس سے مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارھم کے سامنے کوئی شرمندگی نہیں ہوگی، طالبوں کو فائدہ پہنچے گا، مریدوں کا شوق اور عشق بڑھ جائے گا۔ اس کے مطالعہ کے دوران اس بے سرمایہ مفلس کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ ان کے دم کے طفیل حق تعالیٰ اس رسالے کے گنہگار مؤلف احمد بن محمد بن احمد البیابانکی المعروف بہ علاؤالدولہ سمنانی کے گناہوں کو معاف کرے گا اور متابعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طریقت مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر چلائے گا اور انشاء اللہ اسی پر موت دے گا۔

ذکر الٰہی

اے طالب راہ اور اے مرید درگاہ دل وجان کے کانوں سے سن لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فاعرض عن تولی عن ذکرنا و لم یرد الا الحیاۃ الدنیا (النجم ۲۹)

یہ اس لئے کہ دنیا مبغوض حق تعالیٰ ہے اور تو اس کی دوستی کا دعویٰ کرتا ہے۔ دشمن کو دوست رکھنا (خود سے) دشمنی کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

چنانچہ کہتے ہیں۔

اندر زمانہ با دو کس دوستی مباد
با دوستان دشمن و با دشمنان دوست

زمانے میں دو آدمیوں کے ساتھ کوئی دوستی نہیں کرے گا۔ ایک دوستوں کے ساتھ دشمنی کرنے والا اور دوسرا دشمنوں کے ساتھ دوستی کرنے والا۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فاذا قضیتم الصلواۃ فاذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبھم (النساء ۱۰۳)

جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ تعالیٰ کا کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ذکر کیا کرو۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم اور بندہ نوازی ہے کہ تجھے اجازت دے دی کہ جس حالت میں ہو میری یاد میں رہو۔ جب اس نے اس طرح مہربانی کی تو تجھے چاہئے کہ دل وجان سے اس کے احکام کی پیروی کے لئے کمر باندھ لے۔

شرائط ہشتگانہ

(ذکر کے ضمن میں درج ذیل آٹھ شرائط ہیں جن کی پابندی کرنی چاہیے)

اول ۔ دوام وضو

(سالک کو چاہئے) کہ ہمیشہ باوضو رہے تاکہ حضرت حق جل جلالہ کا ممدوح بن جائے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) کہ

فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین

اس میں ایسے لوگ ہیں جو طہارت کو پسند کرتے ہیں اور اللہ طہارت والوں کو پسند کرتا ہے۔

وضو کرنے کے بعد دو رکعت شکر وضو بجا لائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جو چاہے حضرت حق سے مانگے۔

دوم ۔ خلوت

یہ کہ جس قدر ممکن ہو خلوت نشین رہے کیونکہ موتی اور جواہر سوائے اسی سمندر کے کہیں سے نہیں مل سکتے۔

سوم ۔ روزہ

یہ کہ کھانا کم کرے حتی الامکان روزے کی پابندی کرے کیونکہ کھانا کم کرنا مرید کے لئے مستحب ہے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

یملا ابن آدم وعاء شراً من بطنہ

بنی آدم نے اپنے پیٹ سے بڑھ کر کسی بدتر برتن کو نہیں بھرا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

اجیعوا بطونکم لعلکم ترون ربکم

اپنے پیٹ خالی رکھا کرو تاکہ تم اپنے پروردگار کو دیکھ لو۔

چہارم ۔ خاموشی

یہ خاموشی کو اپنا ورد بنائے ۔ زبان کو ذکر کے سوا کوئی اور شغل نہ دے کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

من صمت نجا

جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

من کان یومن باللہ و الیوم الآخر فلیقل خیر اٗو یسکت

جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اچھی بات کہنی چاہیئے یا خاموش رہنا چاہیئے۔

پنجم ۔ دوام ذکر

یہ کہ ہمیشہ ذکر کرے اور ایک ساعت بھی ذکر سے باز نہ رہے ۔ سوائے نماز کے دوران اور (مکروہ وقت طلوع و غروب اور زوال) مستراح کے وقت کیونکہ اس وقت زبان سے ذکر پڑھنا مکروہ ہے لہذا اس وقت دل سے ذاکر ہونا چاہیئے۔

ششم ۔ نفی خواطر

یہ ہر چیز سے دل و دماغ کو خالی کرنا ہے نیز ان میں مشغول نہ ہونا ہے تاکہ وقت تمہیں اٹھائے۔

ہفتم ۔ ربط شیخ

یہ کہ دل کو شیخ سے مربوط رکھنا ہے خواہ جہاں ہو جیسے ہو جاننا چاہیئے کہ شیخ کی روحانیت پر تعجب نہ کرے ۔ اگر مرید مغرب میں ہو اور شیخ مشرق میں تو بھی وہ شیخ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے کیونکہ وہ پوری طرح شیخ کی ارادت سے مربوط ہے ۔ یہ میں تجربے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کسی سے سن کر نہیں ۔ یہ اس طرح کہ درویش حضرات سمنان میں تھے اور شیخ صاحب بغداد میں وہاں شیخ کے مبارک الفاظ سے وہ ان کی نسبت بہتر فائدہ اٹھا سکتے تھے جو ان کے قریب تھے۔

ہشتم ۔ ترک اعتراض

یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر اعتراض ترک کرنا ہے اور اس کی رضا پر خوش رہنا اور اس بیت کو اپنا ورد چاہیے جو اس حقیر نے کہا ہے۔

وکلت اموری کلها متوکلا
علی من هوانی قبل انی هویته

فان شاء احیانی و اماتنی
بما شاء محبوبی فانی رضیته

فلما رای صدقی و قصدی و نیتی
و تفویض امری قال لی جیءفجئته

فکلفنی ثم اصطفانی فعزنی
فواللہ ما اوحشت منذ لقیته

بای لسان اشکر اللہ والذی
تلطف فی حقی و انی نسیته

میں نے اپنے تمام کاموں کو اس پر توکل کرتے ہوئے اس کو سونپ دیا جس نے مجھے چاہا قبل اس کے کہ میں اس کو چاہتا۔

پس اگر وہ چاہے تو مجھے زندہ کرے یا مار دے جو کچھ میرا محبوب چاہے میں بیشک اس پر راضی ہوں۔

جب اس نے میری سچائی ، میرا ارادہ ، میری نیت اور میرے تفویض کار دیکھ لئے تو مجھ سے کہا کہ آجا پس میں اس کے پاس آگیا۔

پس اس نے مجھے آزمایا پھر مجھے اختیار کیا اور مجھے عزت دی پس خدا کی قسم جب سے میں اس سے ملا ہوں میں کبھی وحشت زدہ نہیں ہوا۔

میں کس زبان سے اس کا شکریہ ادا کروں جس نے میرے حق میں لطف و کرم فرمایا اور میں نے اس کو بھلا دیا۔ اور یقین جانو وہ جو بھی کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔

(جاری ہے)

چہل اسرار

غلام حسن نور بخش ایم - اے

میر سید علی ہمدانی ایران کے مردم خیز شہر ہمدان میں ۱۲ رجب ۷۱۳ھ (۱۳۱۳ء) کو پیدا ہوئے - ایک ولولہ انگیز اور بھرپور زندگی گزار کر ۷۳ سال کی عمر میں ۶ ذوالحجہ ۷۸۶ھ بمطابق ۲۰ جنوری ۱۳۸۵ء کو موجودہ پاکستان کے علاقہ مانسہرہ میں نوکوٹ کے مقام پر واصل بحق ہوئے - ان کا جسد خاکی نوکوٹ سے ہزاروں کلومیٹر دور تاجیکستان کے شہر کولاب میں مدفون ہوا، جہاں اب بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے -

شاہ ہمدانؒ کی شاعری

میر سید علی ہمدانی اپنے پیشرو بزرگوں کی مانند بلند پایہ شاعر اور غزل نویس تھے - آپ کے ماموں شیخ علاؤالدولہ سمنانی جنہوں نے آپ کو صوری و معنوی تربیت دی، بھی بلند پایہ شاعر تھے - لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ ایک شاعر کی حیثیت سے کم اور ایک صوفی، مبلغ اسلام اور نثر نگار کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہیں

آپ کی شاعری حقائق و معارف کا ایک خزانہ ہے - آپ کے عارفانہ کلام کے ہر ہر لفظ میں معرفت خداوندی کا ایک گنجینہ مخزون ہے - ہر شعر میں شاہ ہمدان کا مخاطب ذات باری تعالیٰ ہے مختلف الفاظ و تراکیب کے ذریعے آپ اللہ تبارک تعالیٰ سے اپنی بے پایاں محبت کا اظہار کرتے ہیں -

آپ کی شاعری میں ہمیں کوئی ایسا لفظ یا ترکیب نظر نہیں آتی جسے محض شاعرانہ تخیل قرار دیا جاسکے - دوسرے صوفی شعراء کے برخلاف شاہ ہمدانؒ کی شاعری آسان، رواں اور انسانی فہم کے قریب ہے، جسے سمجھنے کے لئے نہ کسی ضخیم فرہنگ کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ کسی قسم کی تاویل اور توجیہہ کی - گویا حکیم الامت علامہ محمد اقبال کے الفاظ میں آپ کی شاعری

شاعری سرمایہ پیغمبری است

کا مصداق ہے -

اسی طرح اردو اور فارسی شعراء کے ہاں مجاز اور ہوس پرستی کے مضامین عام ملتے ہیں، مگر شاہ ہمدان کے ہاں ان چیزوں کا نام و نشان تک نہیں ہے - یہاں تو حقیقت ہی حقیقت ہے -

چہل اسرار

شاہ ہمدان کی شاعری چہل اسرار کے نام سے مشہور ہے، اور اب تک متعدد بار شائع ہو چکی ہے - اس کے سیکڑوں قلمی نسخے دستیاب ہیں اور مختلف دانشوروں نے اپنی اپنی کتابوں میں آپ کے اشعار نقل کئے ہیں - کئی اہل علم و فضل نے اس کے ترجے بھی کئے ہیں -

وجہ تسمیہ

چہل اسرار کے نام سے ہی واضح ہے کہ اس میں چالیس اسرار یا روحانی بھیدوں کا بیان ہے - شاہ ہمدان کے نزدیک چہل (چالیس) کی بڑی اہمیت ہے - آپ نے اس موضوع پر درج ذیل تصانیف چھوڑی ہیں -

چہل مقام صوفیہ

اس رسالے میں تصوف کے مقامات چہل گانہ پر مختصراً تبصرہ کیا گیا ہے - یہ رسالہ ایران سے چھپ چکا ہے -

چہل حدیث فی صفت الفقر

اس رسالے میں فقر و فقراء کے فضائل و مناقب میں وارد چالیس احادیث نبویؐ کو سلسلہ وار نقل کیا ہے اور ہر حدیث کے ساتھ سلیس فارسی میں اس کا ترجمہ دیا ہے - یہ رسالہ تاحال شائع نہیں ہوا ہے - متن کتاب، شاہ ہمدان کا فارسی ترجمہ، راقم کا اردو ترجمہ اور جناب سعید ہمدانی کا انگریزی ترجمہ ایک ساتھ شائع ہونے والا ہے -

اربعین فی فضائل امیرالمومنین

یہ ان چالیس احادیث کا مجموعہ ہے جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں یہ بھی ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب شائع ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا چار رسائل کے علاوہ شاہ ہمدان کے دو اور چہل احادیث کے مجموعے موجود ہیں جن میں مختلف موضوعات پر مروی چالیس احادیث نبویؐ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان پانچ تحریری آثار کے بعد چھٹا اثر چہل اسرار ہے جس میں شاہ ہمدان نے چالیس اسرار تصوف و سلوک کو عرفانی شاعری کے قالب میں پیش کیا ہے۔

چہل اسرار کی حقیقت

چہل اسرار کے منصہ شہود پر آنے کی وجہ چہل اسرار کے مطبوعہ نسخہ میں مفصل طور پر تحریر ہے جسے مرحوم پیر حسام الدین راشدی نے تذکرہ شعرائے کشمیر جلد دوم میں من و عن نقل کیا ہے۔ ان تحریری بیانات کے مطابق ایک دن شاہ ہمدانؒ اپنی خانقاہ میں مریدوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے ہر ایک کی خواہش تھی کہ آپ رات کو اس کے ہاں دعوت پر تشریف لائیں۔ چنانچہ لوگوں نے یکے بعد دیگرے دعوت دینا شروع کی اور آپ نے ہر ایک کو اثبات میں جواب دیا۔ بعد از نماز عشاء آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے۔ دوگانہ پڑھ کر باہر نکلے۔ خادم سے پوچھا کہ آج کتنے لوگوں کو دعوت دی ہے؟ عرض کیا کہ تیس امراء اور گیارہ غرباء کی سے طرف سے دعوت آئی ہے آپ نے تمام احباب کو رخصت کیا۔ صرف چار خاص دوستوں کو ساتھ لیا اور بیک وقت ہر ایک کے گھر تشریف لے گئے ہر ایک کے گھر ما حضر تناول فرمایا اور ایک ایک غزل بھی لکھوائی۔ اگلے دن مریدین پھر جمع ہونے لگے اور وہ اکتالیس افراد بھی خانقاہ میں پہنچ گئے جن کے ہاں آپ رات کو دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ جملہ مریدین نے شرف میزبانی بخشنے پر سید صاحب کا شکریہ ادا کیا اور اظہار تفخر بھی کرنا شروع کیا۔ سب مرید وہ غزلیں بھی ہمراہ لائے تھے جو شاہ صاحب نے انہیں رات کو عنایت کی تھیں۔

وہیں کچھ عقیدت مندوں نے ان غزلیات کو جمع کر کے ایک مجموعہ بنایا اور اسے چہل اسرار کے نام سے موسوم کیا۔

چہل اسرار کی مقبولیت

برصغیر میں چہل اسرار کو بڑی مقبولیت حاصل رہی ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس کے ترجموں، شرحوں اور بے شمار مخطوطات اور چھاپی نسخوں سے ہو جاتا ہے۔ ذیل میں پہلے مخطوطات اور پھر چھاپی نسخوں کی تفصیلات دی جاتی ہیں۔

بیرون پاکستان نسخے

۱۔ نسخہ برٹش میوزیم

یہ نسخہ لندن میں برٹش میوزیم کی زینت ہے۔

نسخہ نفیس

یہ نسخہ ۸۹۹ھ / ۱۴۹۳ء میں لکھا گیا ہے اور مشہور ایرانی دانشور سلطان القرائی کے پاس محفوظ ہے۔ اس مجموعہ میں شاہ ہمدان کی ۱۳ غزلیات جمع ہیں۔

نسخہ خطی دانشگاہ تہران (اول)

یہ نسخہ تہران یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے اور کتاب کی جلد پر تذکرہ علائی لکھا ہوا ہے۔ نمبر ۳۰۳۶ ہے۔ اس نسخہ میں ۳۹ غزلیات ہیں۔

نسخہ خطی کتابخانہ ملک

یہ نسخہ کتابخانہ ملک تہران میں تحت نمبر ۲۸ / ۴۲۵۰ محفوظ ہے۔ اس میں صرف ۱۰ غزلیات اور دو رباعیاں موجود ہیں۔

نسخہ خطی دانشگاہ دوم

یہ مختلف شعراء کے کلام کا مجموعہ ہے اور تہران میں تحت شمارہ ۲۴۲۴ محفوظ ہے اس میں کچھ غزلیات شاہ ہمدان کی بھی شامل ہیں۔

ادارہ فرہنگستان تاشقند میں بھی چہل اسرار کے تین نسخے محفوظ ہیں۔

ڈاکٹر غلام محمد شاد استاد کشمیر یونیورسٹی سری نگر کے پاس بھی تین نسخے موجود ہیں جن میں سے ایک نسخہ ۸۲۹ھ \ ۱۴۲۹ء میں تحریر ہوا ہے۔ ان تین نسخوں کی مدد سے ڈاکٹر صاحب نے چہل اسرار کا کشف الانوار ترجمہ چہل اسرار کے نام سے کشمیری میں منظوم ترجمہ کر کے ۱۹۸۷ء میں بھارت اور راولپنڈی سے شائع کیا ہے۔

ریسرچ لائبریری سری نگر

کشمیر یونیورسٹی شعبہ فارسی کے استاد ڈاکٹر غلام رسول جان کے مطابق صرف ریسرچ لائبریری سری نگر میں چہل اسرار کے ۶ نسخے محفوظ ہیں۔

نسخہ جامعہ عثمانیہ

یہ نسخہ حیدر آباد دکن بھارت کے مشہور تعلیمی ادارے جامعہ عثمانیہ کی لائبریری میں محفوظ ہے وہاں اس کتاب پر چہل اسرار کی بجائے گلشن اسرار درج ہے۔

اندرون پاکستان نسخے

اندرون پاکستان چہل اسرار کے درج ذیل نسخے موجود ہیں۔

نسخہ گولڑہ شریف

یہ نسخہ دسویں صدی ہجری کی کتابت شدہ ہے اور ۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسلام آباد میں گولڑہ شریف کی مشہور درگاہ حضرت مہر علی چشتی کے کتاب خانے میں محفوظ ہے۔

ڈاکٹر حسن خان اماچہ کا نسخہ

یہ نسخہ بلتستان کے ڈاکٹر محمد حسن اماچہ شگر کے پاس محفوظ ہے۔ یہ تیرھویں صدی کا نسخہ ہے اور دس اوراق پر مشتمل ہے۔

مولانا اسرائیل کا نسخہ

یہ نسخہ پشاور میں مولانا محمد اسرائیل کے پاس محفوظ ہے یہ بھی تیرھویں صدی ہجری کا تحریر کردہ ہے۔ یہ ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

نسخہ ہائے برات لائبریری خپلو

راقم کے ذاتی کتابخانے برات لائبریری خپلو بلتستان میں چہل اسرار کے چار نسخے موجود ہیں۔ یہ سارے نسخے دسویں صدی ہجری اور تیرھویں صدی ہجری کے درمیان لکھے گئے ہیں ان میں بالترتیب ۴۰، ۳۰، ۳۱ اور ۲۲ غزلیں موجود ہیں۔

چھاپی نسخوں کا تعارف

چہل اسرار سب سے پہلے برصغیر میں شائع ہوا ہے اور اب تک مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ ذیل میں اب تک شائع ہونے والے نسخوں کی تفصیلات دی جا رہی ہیں۔

نسخہ امرتسر اول

یہ ۱۳۰۳ھ، ۱۸۸۶ء میں امرتسر سے نیاز علی خان نے شائع کیا۔ نیاز علی خان مرحوم شاہ ہمدان کا عقیدت مند افغانی تھا اور امرتسر میں کتابوں کی دکان چلاتا تھا۔

نسخہ امرتسر دوم

نیاز علی خان مرحوم ہی نے ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ شائع کیا

نسخہ لاہور اول

۱۳۳۳ھ میں سٹیم پریس لاہور سے شائع ہوا۔

نسخہ لاہور دوم

یہ نسخہ مستان شاہ کابلی کاشمیری کے دیوان کے ساتھ شائع ہوا۔ مستان شاہ شاہ ہمدان کا عقیدت مند بزرگ شاعر تھا۔ اس نے شاہ ہمدان کے چہل اسرار کی بشکل مخمس تضمین کی۔ یہ خوبصورت شاعرانہ کاوش ۱۳۰۵ھ \ ۱۸۸۸ء میں جموں سے شائع ہوئی۔

نسخہ لاہور سوم

چہل اسرار کو الگ کتابی صورت میں حاجی چراغدین نے شائع کیا۔ مطبوعہ نسخے پر سال اشاعت ۱۳۳۹ھ \ ۱۹۲۱ء اور پریس کا

نام کیکسٹن پریس لاہور درج ہے۔

نسخہ سیدہ اشرف ظفر

۱۹۶۸ء میں سیدہ اشرف ظفر بخاری نے ۶ نسخوں کے تقابل سے ایک کامل ترین نسخہ تیار کیا اور انتشارات وحید تہران نے اسے شائع کیا۔ یہ ایران میں شائع ہونے والا پہلا نسخہ ہے۔

نسخہ مرزا عارف

یہ چہل اسرار اور اس کا منظوم کشمیری ترجمہ ہے جسے مرزا عارف کاشمیری نے سری نگر سے شائع کیا۔ یہ نسخہ اب ناپید ہے۔

نسخہ شاد

یہ نسخہ ڈاکٹر غلام محمد شاد بجہاڑہ کشمیری نے اپنے منظوم کشمیری ترجمے کے ساتھ ۱۹۸۷ء میں سری نگر اور راولپنڈی سے شائع کیا۔ اس نسخے کے ساتھ کنز الیقین بھی پہلی بار شائع کیا گیا۔

نسخہ تسبیحی اول

یہ نسخہ ایران سے تعلق رکھنے والے مشہور دانشور اور شاعر ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے انجمن سادات ہمدانیہ راولپنڈی کی طرف سے شائع کیا اور اس کا عنوان ہمدانی نامہ رکھا۔ سال اشاعت ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء ہے۔

نسخہ تسبیحی دوم

یہ نسخہ بھی ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے بین الاقوامی سادات ہمدانیہ راولپنڈی کے ذریعے شائع کیا ہے۔ سال اشاعت ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء ہے۔

یہ چہل اسرار کے دس بار اشاعت کی مختصر تاریخ ہے۔

اب گیارہویں بار شاہ ہمدان کی غزلیات کا یہ اہم مجموعہ میرے دوست ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے منظوم اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو رہا ہے جو نہ صرف اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ اولین اردو ترجمہ ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی اس کی اہمیت اور افادیت دوچند ہو گئی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے شاعری کا جامہ پہنایا ہے۔

ڈاکٹر صاحب جسمانی معالج ہونے کے ساتھ ساتھ صوفیانہ مذاق بھی رکھتے ہیں۔ وہ ایک ذہین نوعمر شاعر ہیں جن کی شاعری میں آورد کی بجائے آمد کا عنصر زیادہ نمایاں ہے۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کا تعلق بلتستان کی جنت نظیر وادی سے ہے۔ بلتستان وہی خوش نصیب علاقہ ہے جس کے باسیوں کو شاہ ہمدان نے کفر و عصیان کی ظلمتوں سے نکال کر نور اسلام سے مشرف فرمایا۔ ڈاکٹر غازی نے لارنس کالج گھوڑا گلی سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم۔بی۔بی۔ایس اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ادبیات میں ایم۔اے کیا۔ ۱۹۸۵ء میں زمانہ طالبعلمی کے دوران ہی انہوں نے اسلام آباد سے تصوف کے موضوع پر ایک جریدے کا آغاز کیا جو آج بھی ابو العرفان علامہ محمد بشیر صاحب کی زیر ادارت باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ اس رسالے کا اجرا بھی شاہ ہمدان علیہ الرحمہ کی یاد میں کیا گیا ہے، اور ہمدانیات کے موضوع کے تحت اس میں شاہ ہمدان کی حیات اور تعلیمات پر ملک کے مشہور اہل علم حضرات کے مضامین باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا ذاتی مجموعہ کلام بھی زیر طبع ہے جس میں صوفیانہ مضامین کی کثرت ہے۔ ان کی زیر نظر کاوش شاہ ہمدان کی ذات بابرکات سے ان کی عقیدت کا ثبوت ہے۔ امید ہے کہ اہل علم حضرات اور شاہ ہمدان کے عقیدت مند اس اہم کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

آخر میں میں ڈاکٹر صاحب اور دوسرے اہل علم حضرات سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس مجموعے کا انگریزی زبان میں بھی منظوم یا منثور ترجمہ کریں تاکہ اس عالمی زبان کے ذریعے شاہ ہمدان کا پیغام مغرب کے اہل علم و فضل تک پہنچ سکے اور عالمی سطح پر آپ کا تعارف مزید بڑھ سکے۔

(بشکریہ "منشور ملک عشق")

نوائے صوفیہ کا شیدائی ہوں سوچا کیوں نہ مستقل خریدار بن کر اس کار خیر میں مستقل طور پر شریک ہو جاؤں ترانہ صوفیہ ارسال ہے۔

غلام علی پروانہ کراچی

رسالے کا چندہ ارسال کر دیا ہے۔ ملت کے مختلف شعبوں کا جائزہ لیں تو مایوسی سی ہوتی ہے۔ ہم اقتصادی اور تعلیمی طور پر بہت پیچھے ہیں ایسے میں نوائے صوفیہ ہی ایک انقلابی اقدام ہے۔ ہمیں آپس کے اختلافات ختم کر کے اتفاق و اتحاد کو فروغ دینا چاہیے۔

(گزشتہ سے پیوستہ)

احوال و آثار شاہ ہمدان

پروفیسر ڈاکٹر شمس الدین احمد کشمیر یونیورسٹی حضرت بل سری نگر کشمیر انڈیا

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک ولی کامل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے زبردست عالم دین بھی تھے اور راسخون فی العلم کے زمرے میں آتے تھے اس لئے عالم اسلام میں آپ کا شہرہ ہونا ایک فطری امر تھا۔ آپ امیر تیمور کے ہم عہد تھے۔ تیموری عہد کے حکام بلکہ خود تیموری دربار کے علما اور امرا۔ ان کی بیباکی سے خائف تھے۔ ان کی آنکھوں میں آپ کی مقبولیت کھٹکتی تھی اس لئے وہ اکثر آپ کے درپے آزار رہے۔ آپ نے کبھی بادشاہوں کے درباروں سے خود کو وابستہ نہیں کیا بلکہ خود بادشاہ آپ کے حضور میں آکر اپنی مرادیں پاتے تھے۔ بادشاہوں کو ہمیشہ جب بھی انہوں نے آپ سے رشد و ارشاد و ہدایت طلب کی عدل و انصاف کام میں لانے کی تلقین کی۔ نیکی اور عالم لوگوں سے بھلائی اور برائی اور بدی سے پرہیز اور رفاہ عامہ کو عام کردینے کی نصیحتیں آپ کے ان خطوط کے موضوعات ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ نے ان کے نام لکھے ہیں۔ ان بادشاہوں سے وہ "اے عزیز" اور "تم" اور "تو" جیسے کلمات سے مخاطب ہوتے ہیں جس سے یہ مقصود ہے کہ قدرت اور طاقت صرف جبار اور قادر کو ہیں بلکہ اپنے بارے میں بھی "این ضعیف" کہ کر اپنی عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا ہے۔ عارف کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ وہ کسی چیز کے وجود اور خوف و طاقت کا قائل نہیں ہوتا کیونکہ خود اپنی ذات کی طرح اس کی نظروں میں لوگ بھی ایک ایسا حجاب ہیں جو اسے دیدار حق سے باز رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ جن میں ارباب قدرت بھی شامل ہیں عارف کی نظروں میں قدرت کاملہ سے عاری ہیں۔ لیکن بادشاہوں کا وجود اس حد تک تسلیم کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو کبریائی حق کو نظر انداز کرتے ہیں ان کے وسیلے سے رام ہو جائیں اور یہی وجہ ہے کہ عرفاء نے بادشاہوں کو اس فریضہ قدس کی یاد دھانی کرتے ہوئے انہیں لوگوں میں نیکی رفاہ بدی سے دوری عدل و مساوات اور خود ان کی اعلیٰ انسانی صفات اختیار کرنے کی تلقین کی ہے جبکہ خود ان بادشاہوں سے بے اعتنا رہے۔ کہتے ہیں جب شیخ ابوالحسن خرقانی کو سلطان محمود غزنوی نے اپنے دربار میں طلب کیا اور اس کا خیال تھا کہ حضرت ملاقات کے لئے تشریف نہیں لائیں گے تو ایلچی سے کہا حضرت خرقانی سے کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ جب سلطان کے قاصد نے پیغام پہنچایا تو حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا "محمود سے کہہ دو کہ خدا کی اطاعت میں اس قدر محو ہوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت تک ابھی نہیں پہنچا ہوں ارباب قدرت کی اطاعت کی تو بات ہی نہیں

تو ایسے لوگوں سے لالچی اور دنیادار علماء و حکام کا بیر رکھنا ایک تاریخی حقیقت ہے۔ صاحب خلاصۃ المناقب نے لکھا ہے کہ "حضرت سید فرمودند کہ بسی ابتلا رسید در سفر و حضر و بعضی ازاں ابتلا بہ سبب فقہا و علماء رسید و بعض بہ سبب ملوک و امرا ------"

ایک بار علماء کی طرف سے تو آپ کو زہر بھی دیا گیا۔ اس کی تفصیل صاحب خلاصۃ المناقب نے آپ کی زبان مبارک سے لکھی ہے۔

"فتنہ علماء اگرچہ بسیار است اما یکی ازآن فتنہا این بود کہ وقتی مرا زہر دادند ------------ لاجرم بعد ازآن از صحبت علمای بے دین و بے دیانت احتراز کردم۔

حضرت شاہ ہمدانؒ کی بے باکی دین اسلام کی حقانیت اور اس کو اپنے مرشد کے ایما پر وسعت دینے میں ظاہر تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کام میں مصائب جھیلنے بھی پڑتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارک ہمارے سامنے ہے۔ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اسی بے باک اور جراءت مند اور حق گو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں

پکھلی (جو ہزارہ پاکستان میں ہے) کے سلطان غیث

خاموشی میں غور و فکر، بولنے میں امانت داری، حرکت میں نگہبانی وعدہ کرنے میں وفا، اہل حق کے ساتھ الفت و پاک باطنی، خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر بلاؤں پر صبر، نیکی کرنے میں سبقت کرنے والا، اور حقیقت کے طلب گار کی طرح سچا اور حق گو بننا چاہئے ان اچھی صفات کو اپنا فرض سمجھ کر ہر روز کام کرنا چاہئے۔ ان ہی پسندیدہ عادات کے زیور سے اپنی پاکیزہ روح کی خوبصورتی کو آراستہ کرنا چاہئے اور ان ہی صفتوں کی خوشبوؤں کی ٹھنڈی اور خنک ہواؤں اور لذتوں کو بدن کے شہر میں پھیلانا چاہئے تاکہ انسانیت کی اعلیٰ وارفع درجات تک رسائی ہو سکے۔"

شاہ ہمدان کی انہی ستودہ صفات، دینِ اسلام میں ان کی بے مثال تبلیغی خدمات، عرفان و سلوک میں ان کی انفرادیت اور خدا کی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوستی میں ان کی دینی غیرت اور ان کا ثبات اور تصوف میں ان کا اعلیٰ رتبہ دنیائے اسلام کے بڑے بڑے مشائخ و اولیائے کبار کے آگے مسلم ہے۔ بعض مشائخ نے انہیں قدوہ قابیلانی وحدت الوجود و عاشقان کعبہ شہور اور بحر الحقائق کہا ہے۔ تیموری دور میں سلطان السادات و العرفا اور ہماری صدری کے مفکر اسلام علامہ اقبال نے آپ کو سید السادات، سالار عجم اور معمار تقدیر امم مخاطب کر کے اپنا نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے اور کشمیر میں حضرت شاہ ہمدان، امیر کبیر اور بانی مسلمانی کے قابل احترام نام سے جانے جاتے ہیں۔

بقیہ مجموعہ شریعت محمدیہ

۲۔ از سر نو کاروائی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ موذن اذان اور اقامت کے دوران کوئی لمبی چوڑی بات کہہ جائے یا وہ حد سے زیادہ توقف کرے اس سے اذان اور اقامت کی صحت بری طرح متاثر ہو جاتی ہے۔ اقامت کے لئے تو حدی معتبر ہے وہاں پر وقفہ بھی مختصر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ موالات کے منافی کوئی عمل موذن سے سرزد ہو جائے تو از سر نو اذان اور اقامت کا دہرایا جانا شرعاً واجب ٹھہرتا ہے بشرطیکہ اجتماعی ادائیگی ہو۔ منفرد کے حق میں شرعاً ایسا کرنا مسنون ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ انفرادی ادائیگی کرنے والوں کے لئے اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں تاہم اقامت میں تاکیدی پہلو ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ مراقبہ

کے دل کی آنکھ کھل جائے اور ظاہر عبادات و تقویٰ سے اور باطن مکارم اخلاق سے مزین ہو جائے اور مرشد کامل کی ولایت کے چراغ سے نور حاصل کرے یہاں تک کہ نور بین، نور دان اور نور بخش بن جائے۔"

غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے اس بیان کردہ مقام تک پہنچ کر کہیں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھنے سے بے نیاز ہو کر سالک چشم باطن سے دیدار حق سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ مشہور و معروف رسالہ "دہ قاعدہ" میں مراقبہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"مراقبہ کا مطلب اپنے مطلب کے حصول کی طرف توجہ مبذول رکھنا ہے اور حقیقی مراقبہ یہ ہے کہ آدمی اختیاری قوت و حرکات سے باہر نکل آئے جس طرح موت کے وقت مجبوراً انہیں ترک کرنا پڑتا ہے) ایسا انسان تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے بعد مواہب الٰہی کے دروازے کھل جانے کے انتظار میں رہنے اور الطاف لامتناہی کے بادل اور باد نسیم کے راستے میں منتظر رہنے سے قرار پاتا ہے۔ بدبختی کے پردے کو اتار پھینکتا ہے اور اسی ذات (حق تعالیٰ) میں محو رہتا ہے۔ بساط مجاہدات طے کرتا ہے اور اپنے مردہ دل کو انوار مجاہدات سے زندہ کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

جو عاشق اپنے دوست کا ایک لمحہ کے لئے ساتھی بن جاتا ہے وہ لمحہ اس کے لئے دونوں جہاں کی بادشاہی سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے کہ مراقبہ ذکر و فکر کی دنیا میں محو ہو کر اپنے آپ کو فنا کر کے مقام بقا باللہ تک پہنچنے کا نام ہے جب کہ ایک اور بزرگ کے ارشاد کے مطابق مراقبہ جی بھرنے تک ذات والاصفات کا دیدار کرنے کا نام ہے۔

غرضیکہ مراقبہ راہ فقر و سلوک میں وہ مقام ہے جہاں سالک سراپا ذات الٰہی میں محو ہو جاتا ہے اور اپنی ہستی کو ملیامیٹ کر کے قرب ذات خداوندی کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہو جاتا ہے

شے مسجد لداخ

سید مرتضیٰ علی لداخ

راقم کی تحقیق کے مطابق لداخ کی اس چھ سو سالہ قدیم ترین تاریخی مسجد کی تعمیر شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے سن چیانگ (چینی ترکستان) تشریف لے جاتے ہوئے ۱۳۷۹ء سے ۱۳۸۴ء کی درمیانی مدت میں کی ہے۔ لداخ پر اس وقت بادشاہ لاچن شیرپا حکمران تھا اور شے لداخ کی راجدھانی تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق پامیر کے ایک مرد قلندر حضرت سید قطب شاہؒ نے جو لیہ میں قیام پذیر تھے اس مسجد کی تعمیر تو اس وقت کی جب لداخ کا دار لحکومت شے سیلابوں کی زد میں آتا رہتا تھا اور بادشاہ اس قسم کی آفات سے پریشان تھا۔ چنانچہ بادشاہ خود حضرت سید قطب شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اپنی پریشانی بیان کرتے ہوئے شے تشریف لانے کی درخواست کی۔ حضرت قطب شے وارد ہوئے اور موجودہ مسجد کی جگہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ دوران عبادت دریا کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور دریا نے اپنے بہاؤ کا رخ تبدیل کر لیا یوں اہل شے کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے نجات ملی۔ بادشاہ وقت نے یہ قطعہ اراضی حضرت قطب کی نذر کر دیا۔ جب سے اب تک فرزندان توحید برابر اس پر سکون مقام پر آکر عبادت الٰہی کے ذریعے روحانی سکون حاصل کرتے ہیں۔ شے مسجد نہ لداخ کے اہل توحید بلکہ کشمیر کے دور دراز علاقوں کے مسلمانوں کے لئے بھی مرجع عقیدت ہے۔ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت رکھنے والے سیکڑوں عقیدت مند بھی دور دراز کا سفر طے کر کے یہاں آتے ہیں۔ اس مسجد کی تزئین و آرائش کی کوششیں جاری ہیں۔

(مسجد کے متعلق تاریخی معلومات کے حصول کے لئے مسجد شریف کی دیواروں پر موجود تحریروں کے علاوہ مسجد کے مؤذن مولوی عبدالرزاق صاحب کی معلومات سے استفادہ کیا گیا ہے۔)

بقیہ قارئین کے خطوط

رسالہ نوائے صوفیہ کے مضامین معیاری اور موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ میں بھی اس رسالے کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔

امیر علی دکاندار کورو

بندہ عاصی آپ کی دعاؤں کی برکت سے بخیر و خوبی اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔ مدرسہ برہان الاسلام میں ایک میٹنگ ہوئی تھی جس کی کارروائی بغرض اشاعت ارسال ہے۔

محمد اسحاق سوشل ورکر ژحوق بلغار

(جواب۔ خطوط اور خبریں الگ الگ ارسال کر دیا کریں۔ شکریہ

شمارہ نمبر ۲۳ پڑھا۔ اشاعت میں تاخیر ہوئی ہے۔ بھارت کے مسلمانوں میں مذہبی بیداری دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ خصوصاً وہاں سے کتب تصوف کی چھپائی کا سن کر بہت خوشی ہوئی۔

محمد اسماعیل کریسی سکردو

نوائے صوفیہ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ میں بلبل تصوف مولوی محمد علی کوروی کے آبائی گاؤں سے تعلق رکھتا ہوں اور نعت خوانی کا شغف رکھتا ہوں۔ میری آواز میں غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی منقبت پر مشتمل آڈیو کیسٹ جلد مارکیٹ میں آنے والی ہے۔

شجاعت علی محلہ کورو

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر ۱۔ کیا خاک شفا نامی مٹی سے تیار کردہ سجدہ گاہ پر سجدہ ریز ہونا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۲۔ نئے نئے مسائل کے بارے میں ہم کس جانب رجوع کریں گے؟

سوال نمبر ۳۔ خمس کی ادائیگی کیسے کی جاتی ہے؟

سائل ماسٹر حشمت اللہ ساکن شمشاہ وراس کرگل انڈیا

سوال نمبر ۴۔ ہمارے علاقے میں AKRSP والے عوامی اشتراک سے ترقیاتی منصوبے مکمل کرتے ہیں۔ ان منصوبوں پر کام کرنے والے محنت کش حضرات کی مزدوری کیسی ہے؟

سوال نمبر ۵۔ کوئی سرکاری ملازم اپنے محکمہ سے قرضہ لے کر بینک یا ڈاکخانہ میں اپنے اکاؤنٹ میں جمع کر کے رکھتا ہے تو کیا قرضے کی اس رقم پر زکواۃ آتی ہے اور کیا ایک بار کی ادائیگی پر زکواۃ ختم ہو جاتی ہے؟

سائل غلام محمد حسن آبادی
ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس گانچھے خپلو

جوابات

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحوالہ شریعت محمدیہ کی رو سے ہر پاک چیز پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز کسی سے چھینی گئی نہ ہو۔ لہذا کسی نئی سجدہ گاہ کی ضرورت شرعاً بالکل نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے فقہ احوط باب الصلواۃ کا مطالعہ کیجئے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نئے نئے مسائل جن کا تعلق مذہبی اعمال اور عبادات سے ہو ان کے بارے میں آپ کو ادھر ادھر کی دوڑ لگانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ شریعت محمدیہ کی رو سے ہر نئے مسئلے کا حل آپ کو مل سکتا ہے۔ آپ ہر نئے پیدا شدہ مسئلے کے بارے میں سوال پوچھتے رہنے کی عادت ڈالیں۔ ان شاء اللہ آپ کو شریعت محمدیہ کی رو سے ہر مسئلے کا تسلی بخش حل میسر آجائے گا۔ اس لئے آپ کو کسی نفسیاتی الجھن میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

((اسلام نامکمل نہیں بلکہ مکمل دین ہے اور شریعت محمدیہ میں تاقیام قیامت پیش آنے والے انسانی مسائل کا حل موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات علام الغیوب ہے اور تمام آنے والے زمانوں کے احوال و واقعات کا اسے علم ہے اس نے اپنے علم کامل سے جس دین کو مکمل فرمایا ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے اور وہ ہر زمانے کے انسانوں کے لئے رہبری کا مکمل سامان فراہم کرتا ہے۔ (ادارہ))

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیش قیمت معدنی اشیاء کا خمس 1/5 نکالنا شرعاً واجب ہے۔ کم قیمت معدنی اشیاء کا خمس 1/5 نکالنا شرعاً مسنون ہے۔ خمس کا نکالنا ایک ہی بار ہوا کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو کھدائی کے دوران کوئی بیش قیمت چیز مل جائے مثلاً ہیرا، زمرد،

یاقوت وغیرہ تو ان چیزوں کا خمس نکالنا بعد از حصول ایک بار کافی ہے۔ جس چیز پر خمس نکالا گیا ہو اس چیز پر دوبارہ خمس نکالنا شرعاً واجب نہیں ہے۔ مال غنیمت کا خمس نکالنا بھی شرعاً واجب ہے۔ مزید تفصیل کے لئے فقہ احوط باب الزکواۃ کا مطالعہ کیجئے۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

AKRSP والے عوامی اشتراک سے جن ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کی کوشش کر رہے ہیں ان منصوبوں پر کام کرنا کسب حلال کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ شرعاً درست ہے۔ لہذا آپ کو کسی الجھن میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال میں مذکور جمع شدہ قرضے کی رقم پر ہر سال زکواۃ واجب ہو جاتی ہے۔ ایک بار کی ادائیگی زکواۃ کافی نہیں ہے۔ بلکہ نصاب زکواۃ کی کم سے کم مقدار کی بقا تک زکواۃ آتی رہے گی۔ زکواۃ کی نصاب کی کم از کم مقدار روپوں کے لئے پچاس روپے کا وجود ہے۔ پچاس روپے سے کم پر کوئی زکواۃ واجب نہیں ہوتی ہے۔ اگر کسی نے آپ سے قرضہ لے لیا ہو تو آپ کے ذمے اس قرضے رقم پر کوئی زکواۃ نہیں آئے گی بلکہ اس قرضے کی رقم پر زکواۃ کی ادائیگی کا ذمہ دار مقروض شخص ہوگا کیونکہ وہ اس میں مالکانہ تصرف رکھتا ہے۔ اس نوعیت کے سوال کا جواب سابقہ شماروں میں بھی آچکا ہے۔

امید ہے کہ محترم حشمت اللہ صاحب ساکن شمشاہ کرگل اور محترم غلام محمد حسن آبادی اپنے اپنے سوالات کے جوابات سے یقیناً مطمئن ہو جائیں گے۔

بقیہ بدن تمثیل

حضرت علاؤالدولہ سمنانی فرماتے ہیں کہ جب خدا کے نیک بندوں پر مشکل وقت آتا ہے تو خداوند عالم جس چیز کو حکم دے وہ فوراً پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے مقام ارزالی میں سلمان فارسی کی مدد کیلئے تشریف لانے کا واقعہ بھی بیان فرمایا ہے۔ یہ سب بدن تمثیل کی مثالیں ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ قارئین کے خطوط

ہمارے آفس کے کے لئے رسالہ نوائے صوفیہ کی اشد ضرورت ہے۔ این وائی ایف کورو فرول کو مستقل خریدار کی حیثیت سے رسالہ ارسال کریں۔ نوائے صوفیہ اس قوم کی ترجمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کار خیر کو ہمیشہ جاری و ساری رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غلام محمد سالک صدر این وائی ایف کورو فرول

ادارہ نوائے صوفیہ کے جیالے کارکنوں کی انتھک کوششوں سے شائع ہونے والا یہ جریدہ گلکرتی جیسے بلند و بالا مقام پر بھی ہمارے جذبہ ایمانی پر اہم اثرات مرتب کر رہا ہے۔ ہم نوائے صوفیہ ہر وقت اپنے سرہانے رکھ کر اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اگست کے شمارے میں بزرگان دین کی کتابوں کی فہرست دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ مستقل خریداروں کی طرف سے رقم منی آرڈر کر دی۔

اعجاز حسین پیش امام گ

(جواب۔ رسالے کو پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ کی ارسال کردہ رقم وصول ہو چکی ہے

جناب مدیر صاحب۔ نوائے صوفیہ بابت اگست ۱۹۹۷ء پڑھنے کا شرف حاصل ہوا جو کہ معیاری اور دلچسپ مضامین پر مشتمل تھا۔ خاص طور پر محترم غلام حسن صاحب کا مضمون قیمتی معلومات سے پر تھا۔ بلاشبہ حسنو صاحب کا وجود نہ صرف صوفیہ نوربخشیہ کے لئے بلکہ بلتستان کے جملہ اہل اسلام کے لئے بھی غنیمت ہے۔ وہ وسیع النظر محقق ہونے کے اعتبار سے ممتاز محققین میں جگہ پانے کے مستحق ہیں۔

نوائے صوفیہ میرا محبوب رسالہ ہے مجھے اس سے محبت ہے اور رہے گی۔ نیز اس ناکارہ نے ادارہ نوائے صوفیہ کے ساتھ محبت و ہمدردی کی جو وضع قائم کی ہے۔ انشاء اللہ اس میں کبھی فرق نہیں آئے گا۔ میں نے اپنے تخلیقی سفر کا آغاز نوائے صوفیہ سے کیا ہے آپ نے مجھ جیسے نوعمر قلمکار کے مضامین کو شائع کرنے میں جس خلوص کا مظاہرہ کیا ہے اسے میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ نوائے صوفیہ میں حضرت سلطان علی سے متعلق شائع ہونے والے سلسلہ مضامین کو اہل ذوق نے بے حد پسند کیا ہے۔

محمود احمد مفکر سلطانی

دنیائے تصوف کی خبریں

جی - ایچ معروفی   ہومیو ڈاکٹر ایم - اے شاہد

نوائے صوفیہ کی تیسری سالگرہ پر قارئین کے پیغامات

۱ - نوائے صوفیہ ہمارے درمیان رابطے اور ہمارے بچھڑے ہوئے دلوں کو جوڑنے کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہو رہا ہے - اس بے لوث دینی خدمت سے دنیا میں بسنے والے اہل صوفیہ نوربخشیہ مستفید ہو رہے ہیں - خصوصاً ہمارے ہاں بسنے والے نوربخشیوں کو اس رسالے نے احساس کمتری سے نکال کر فخر سے اپنا سر بلند کرنے موقع دیا ہے - نوائے صوفیہ کی سالگرہ پر دلی مبارک باد قبول فرمائیں - ہماری دعا ہے کہ یہ رسالہ ہمیشہ دلوں کو سکون پہنچاتا رہے -

حاجی محمد اسماعیل
عبدالرشید علوی
عدول گھنڈ کرگل

۲ - ہمارے ہاں علماء کی کمی کا شدت سے احساس ہوتا رہا مگر جب سے نوائے صوفیہ آنا شروع ہوا ہے خدا کے فضل و کرم اور آپ لوگوں کی بے لوث خدمت نے اس کمی کا احساس ختم کیا ہے - نوائے صوفیہ کی وجہ سے ہمارے بہت سے مسائل حل ہو رہے ہیں - نوائے صوفیہ کی سالگرہ پر ہم سب کی جانب سے دلی مبارک باد قبول ہو -

غلام محی الدین زونل آفیسر   عبدالقیوم اسسٹنٹ
امتیاز محی الدین   ماسٹر حشمت اللہ
دراس کرگل

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا اجلاس

مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۹۷ء کو شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن سرمیک کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں تنظیم کے اراکین نے کافی تعداد میں شرکت کی - اجلاس میں علاقہ سرمیک کے دو گاؤں کے درمیان ایک سال سے جاری تنازعہ کے حل ہونے پر مسرت کا اظہار کیا گیا اور اس سلسلے میں جن ممتاز شخصیات نے اہم کردار ادا کیا ان کو خراج تحسین پیش کیا گیا - امید ہے کہ فریقین ماضی کی تمام تلخیوں کو بھلا کر باہمی بھائی چارے اور محبت کو فروغ دیں گے -

محمد رضا سیکریٹری نشر و اشاعت

نوائے صوفیہ کی تیسری سالگرہ کے موقع پر میں تمام کارکنوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جن کی انتھک محنت اور کاوشوں کی بدولت احیائے تصوف کا علمبردار نوائے صوفیہ ترقی کی منازل بحسن و خوبی طے کر رہا ہے - اس رسالہ کی بدولت تعلیم یافتہ طبقے میں رموز تصوف سے آگاہی بڑھ رہی ہے - میں اس رسالے کی توسط سے علمائے کرام سے اپیل کروں گا کہ وہ اسلاف کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے تحقیقی مقالہ جات اس رسالے کے لئے ارسال کریں -

سید نواز حسین شگری

ماہنامہ نوائے صوفیہ اپنی مسلسل اشاعت کے تین سال مکمل کر رہا ہے - اس درخشان ستارے کی روشنی اب پاکستان کی سرحدوں سے نکل کر پوری دنیا میں پھیلتی جا رہی ہے جو کہ قبلہ علامہ بشیر صاحب کے ایمان افروز مضامین، جناب ڈاکٹر غازی صاحب کی ادارتی چابکدستی اور جناب معروفی صاحب کی پرخلوص خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے - اسلام آباد میں مقیم دوسرے کارکن خاص کر جناب مولانا محمد رضا ضیا، جناب مولانا محمد انور تھلوی، جناب غلام مہدی تصوفی، جناب غلام علی سرمیکی اور جناب لیاقت علی خان کی شعبہ ترسیل میں خدمات لائق صد تحسین ہیں - جناب محمد سلیم صاحب اور جناب م - ش کوروی صاحب اور جناب ماسٹر شکور علی صاحب کی خدمات بھی

سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں ۔ رسالے کے مضمون نگاروں میں جناب مولانا غلام حسن، جناب شکور علی انور اور جناب سید نواز حسین کے معیاری مضامین اور ذاکر حسین ذاکر اور احسان دانش صاحب کے قیمتی اشعار اس رسالے کو چار چاند لگاتے ہیں ۔ نیز لداخ کے اہل صوفیہ نوربخشیہ کا بے لوث کردار بھی لائق تعریف ہے ۔

ہومیو ڈاکٹر ایم اے شاہد اسلام آباد

ہر مکتبِ فکر کے لوگوں کے اپنی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنے اور ان تعلیمات سے اہل جہاں کو روشناس کرانے کے لئے نشر واشاعت ضروری ہے ۔ ہمارے ہاں صدیوں سے نشر واشاعت کا فقدان رہنے کی وجہ سے ہمارے مذہب اور ملت کے مفادات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے ۔ ہماری دیرینہ خواہش کو ادارہ نوائے صوفیہ نے پورا کیا ہے ۔ نوائے صوفیہ کی تیسری سالگرہ پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے میں ادارے کے کارکنوں سے اپیل کروں گا کہ اتحاد بین المسلمین کے داعی اس رسالے کو اختلافات کا شکار ہونے سے بچاتے ہوئے صحیح دینی عقائد سے روشناس کا ذریعہ بنائیں گے ۔

ڈاکٹر غلام مہدی خپلو کرائینگ

ضروری وضاحت

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۳۲ میں بھارت سے موصولہ ایک خط کی وساطت سے فقہ احوط کی اشاعت کے سلسلے میں جو خبر شائع ہوئی تھی اس میں حاجی محمد اسماعیل شمشاہ کو فقہ کا ناشر لکھا گیا تھا ۔ اس سلسلے میں اہل لداخ کی طرف سے یہ وضاحت موصول ہوئی ہے کہ مذکورہ فقہ انجمن صوفیہ نوربخشیہ تھنگام نے آغا سید حسین الموسوی تھرونگس کی زیر نگرانی دہلی سے شائع کی ہے اور اس میں کسی فرد واحد کا عمل دخل نہیں ہے ۔ ادارہ گزشتہ خبر کی اشاعت پر معذرت کا اظہار کرتا ہے ۔

جی ۔ ایچ معروفی

سلسلۃ الذہب (مشجر الاولیاء) کا مصنف شاہ سید محمد نوربخشؒ ہے

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۳۲ میں فہرست کتب نوربخشیہ کے عنوان سے غلام حسن نوربخش صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں سلسلۃ الذہب (مشجر الاولیاء) کے اصل مصنف کا نام تشنۂ تحقیق موضوع قرار دیا گیا ہے ۔ حالانکہ میری معلومات کے مطابق درج ذیل اہم کتابوں میں کتاب کا اصل مصنف غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ ہونے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے ۔

۱۔ تحفۃ الاحباب صفحہ ۲۹۵

۲۔ مقالات مولوی محمد شفیع (جلد دوم) صفحہ ۶۹

۳۔ تفسیر حسینی (جلد اول) صفحہ ۲۸۱ ۔ ۳۰۲ ۔ ۳۲۱

مولانا غلام حسن کی تحقیقی مہارت میں کوئی کلام نہیں ہے لیکن واضح اسناد کی موجودگی کے باوجود ان کا اس کتاب کا اصل مصنف شاہ سید ہونے سے انکار کرنا جبکہ اس کتاب کا مصنف ہونے کا کوئی اور دعوے دار بھی نہیں ہے، ناقابل فہم ہے

اخوند محمد علی

مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد

(ادارہ نوائے صوفیہ فاضل محقق جناب غلام حسن نوربخش سے گزارش کرتا ہے کہ جناب اخوند محمد علی کے اٹھائے گئے اس سوال کے جواب میں اپنی محققانہ وضاحت نوائے صوفیہ کے لئے ارسال کریں تاکہ اس سلسلے میں پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے اور اہل فکر و نظر کو موضوع مذکور کے بارے میں درست اور کامل رہنمائی حاصل ہو ۔ یاد رہے کہ ادارہ نوائے صوفیہ صحت مند اور مثبت تنقید اور علمی بحث و تمحیص کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے ۔) (ادارہ)

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ ملت اسلامیہ کے لئے جذب باہم کا وسیلہ ثابت ہو رہا ہے ۔ خصوصاً ہمارے دینی مدارس کے طلباء کے لئے یہ ایک استاد کی حیثیت رکھتا ہے ۔

محمد ابراہیم خلیل چھوربٹ

لیگل کمیٹی کا اجلاس

۱۸ اکتوبر ۱۹۹۷ کو لیگل کمیٹی نوربخشیہ کراچی کا ایک اہم اجلاس کرنل (ریٹائرڈ) غلام حیدر کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں کراچی میں موجود نوربخشی تنظیموں کے عہدیداروں اور نوربخشی عوام نے شرکت کی۔ اجلاس میں کمیٹی کے کام میں اب تک کی پیش رفت پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ شرکا نے مستقبل میں بھی اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ لیگل کمیٹی کے چیرمین نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہر شخص کو اپنے ضمیر کی آواز پر کان دھرنا چاہیے۔ کامیابی کے لئے ہر میدان میں نظریے کی سچائی، حق و صداقت کی منزل کا تعین اور مطمئن ضمیر ضروری شرائط ہیں۔ انہوں نے اہل نوربخشیہ پر زور دیا کہ وہ الفقہ الاحوط اور کتاب الاعتقادیہ اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید کے زرین اصولوں اور تعلیمات پر کاربند رہیں۔ اعتدال کو اپنائیں اور افراط و تفریط سے بالاتر رہیں کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جس پر ہمارے اسلاف صالحین چلے ہیں اور یہی دنیاوی و آخرت میں حقیقی کامیابی اور نجات کا ذریعہ ہے۔

محمد حسن دلشاد سیکریٹری

سانحہ ارتحال

انجمن محمدیہ اسلام آباد کے سابق سرگرم کارکن حاجی محمد باقر ۲۰ ستمبر ۱۹۹۷ کو سعودی عرب کے شہر جدہ میں اچانک حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو مکہ مکرمہ کے جنت المعلیٰ کے مقام پر سپرد خاک کیا گیا ہے۔ مرحوم کی اچانک وفات پر متعدد اہم شخصیات نے دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

براہ لنگما میں محفل اعتکاف

جولائی کے آخر میں براہ لنگما میں انتیس افراد نے اعتکاف نشینی کا شرف حاصل کیا۔ جس کے اختتام پر ایک جلسہ منعقد ہوا جلسے میں قاری محمد امین صاحب، حاجی شاہ اللہ صاحب، جناب مولوی محمد یوسف صاحب، مولوی محمد عارف صاحب کریس، بوا رستم علی صاحب صاحب نے سامعین کو اپنے قیمتی ارشادات سے نوازا۔ یہ قافلہ جب گاؤں پہنچا تو جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب سید جمال الدین صاحب سمیت معززین نے ان کا استقبال کیا۔

حسین علی شہباز

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں اب مجھے اس رسالے کا مستقل خریدار بننے کا شرف حاصل ہوا ہے جسے میں اپنے لئے عظیم سعادت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس رسالے کی مدد سے ہم وطن کی سرحدوں پر دینی مسائل، سائنس اور فلسفہ جیسے علوم سے باخبر ہوتے ہیں۔

سپاہی محمد اسماعیل آزاد کشمیر

شمارہ نمبر ۳۲ میں معیاری مضامین پڑھنے کو ملے۔ دنیا کے کونے کونے میں تصوف کا آفاقی پیغام پہنچانے اور گلشن تصوف کی آبیاری کرنے والے رسالہ نوائے صوفیہ کو اللہ تعالیٰ اور ترقی دے۔

سکندر عباس سرمیک

۳۔ ادارہ نوائے صوفیہ کی جدوجہد سے شائع ہونے والے جریدے کی وجہ سے مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی پژمردہ شاخیں پھر سے سرسبز و شاداب ہونے لگی ہیں۔ نوائے صوفیہ نے اس علاقے کے نوربخشیوں میں جو امنگ پیدا کی ہے اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ ہماری دعا ہے کہ یہ رسالہ ہمیشہ جاری و ساری رہے۔ ہم سب کی جانب سے نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی سالگرہ پر دلی مبارک باد قبول ہو۔

محمد امین سیٹھ



عبدالقیوم کھربوہ کرگل

قارئین کے خطوط

جی۔ ایچ معروفی

منتظر آنکھوں کی ٹھنڈک اور بے قرار دلوں کی تسکین نوائے صوفیہ انٹرنیشنل شاہین بک سیلر نے میرے حوالے کیا تو خوشی کی انتہا نہ رہی اور فرط جذبات پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔ آپ کے جریدے نے ہماری تمام حسرتوں کا ازالہ کر دیا ہے۔ گزشتہ شمارے میں کتب نوربخشیہ کی فہرست کی اشاعت نے ہمارے دلوں کو سکون بخشا ہے۔ علامہ صاحب کی تقریروں کی ریکارڈنگ سے مستفید کرا سکیں تو مہربانی ہو گی۔

۱۔ حاجی محمد اسماعیل
۲۔ عبدالرشید علوی

(جواب۔ بھارت سے شائع شدہ فقہ الاحوط کی ایک کاپی ادارے کو ارسال کریں تو ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ ہم بھی فقہ الاحوط کے حال ہی میں شائع ہونے والی ری پرنٹ کی ایک کاپی آپ لوگوں کو ارسال کر رہے ہیں۔)

نوائے صوفیہ علمائے دین کی کمی کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہو رہا ہے۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل کے زیر عنوان شائع ہونے والے دینی مسائل اس سلسلے میں بہت اہم ہیں۔ اگست کے شمارے میں فقہ الاحوط کی اشاعت کے سلسلے میں شائع ہونے والی خبر کی یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ اشاعتی کام انجمن صوفیہ نوربخشیہ تھگسکام نے آغا سید حسین الموسوی تھروٹگس کی زیر نگرانی دہلی سے کرایا ہے اور فلاح المؤمنین بھی حاجی محمد عثمان کھربوہ کی جدوجہد سے شائع ہوئی ہے انہی کتابوں کی وجہ سے ابھی تک اس مسلک کا بقا ممکن ہوا ہے۔ محمد حسین سکردو نے خانقاہ معلیٰ کے متعلق دریافت کیا تھا خانقاہ معلیٰ میں شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابت کردہ قرآن شریف کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ تحفۂ قاسمی دستیاب ہو تو ارسال کریں۔

ماسٹر حشمت اللہ کرگل

اہل اسلام آباد کی جانب سے ارسال کردہ کتابیں موصول ہونے پر یہاں عید کا سا سماں پیدا ہوا۔ بہت سے عقیدت مندوں نے کتابوں کو سینے سے لگایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر اور ادارہ نوائے صوفیہ کا شکریہ ادا کیا۔ ہم اہل اسلام آباد کے بے حد ممنون احسان ہیں جن کی کوششوں نے یہاں کے اہل صوفیہ نوربخشیہ کو احساس کمتری سے نکالا ہے۔ کرگل کے نوربخشیوں کے لئے اس سے زیادہ خوشی کا موقع ماضی میں کبھی میسر نہیں ہوا تھا۔ ہم علامہ محمد بشیر صاحب کی دینی خدمات کے معترف ہیں جن کے قلم نے اہل نوربخشیہ کے معنوی حصار کو انہدام سے بچایا۔ اہل لداخ کی گزارش ہے کہ اب تک جو فقہی مسائل شائع ہو چکے ہیں انہیں کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

ماسٹر غلام رسول کھربوہ، اخوند شکور کھربوہ، ماسٹر محمد یعقوب اور غلام حسین کی جانب سے تمام اراکین نوائے صوفیہ کو سلام۔



اکبر علی ممبر انجمن صوفیہ نوربخشیہ دراس کرگل

نوائے صوفیہ باقاعدگی سے مل رہا ہے جس کے لئے اہل نوبراہ ادارہ نوائے صوفیہ کے بے حد ممنون و مشکور ہیں۔ نوبراہ میں علامہ محمد بشیر صاحب کی صحت یابی پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ خبر دیر سے ملی۔ ماضی قریب میں شائع ہونے والی کتابیں ارسال کریں۔

غلام محمد صوفی نوبراہ

The Monthly **NAWA-I-SUFIA** Islamabad
Reg. No.B/1-D-97

ذکر چہار ضرب مشرب ہمدانیہ

افضل الذکر لا الہ الا اللہ (الحدیث)

بہترین ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ ہے ۔ (حدیث نبویؐ)

سالکا دانی طریق راه چیست
دائما با نفس خود بودن بحرب

اے سالک! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس راہ (راہِ سلوک) کا طریقہ کیا ہے؟ اس راستے کا طریق ہمیشہ اپنے نفس (امارہ) سے برسرِپیکار رہنا ہے۔

قوت خود از خون دل خوردن بود
ترک کردن لقمه شیرین و چرب

اس راستے کا طریق یہ ہے کہ اپنی غذا خونِ دل سے حاصل کرو، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ مرغن اور لذیذ کھانوں سے پرہیز کرو۔

خانه تاریک و بیداری شب
معده خالی و ذکر چهار ضرب

اس راستے کا طریق یہ ہے کہ کسی گوشۂ تاریک میں شب بیداری کی جائے اور معدہ خالی رکھ کر ذکرِ چہار ضرب (لا الہ الا اللہ) کا اہتمام کیا جائے۔

چشم بند و لب ببند و گوش بند
گر نه بینی سر حق بر ما بخند

اے سالک اپنی آنکھوں، اپنے ہونٹوں اور اپنے کانوں کو (غیر اللہ کی طرف سے) بند کر لو اور اگر پھر بھی تم اسرارِ الٰہی کو نہ پاؤ تو بیشک ہمارا مذاق اڑاؤ۔

(امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ)